والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ہنامہ

العصر

پشاور

ستمبر / اکتوبر - 2005ء رجب / شعبان ۱۴۲۶ھ

آپ کی توجہ کیلئے !!

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ میں حلقہ جلوزی علاقہ خٹک چراٹ روڈ نزد پبی میں پچپن کنال وسیع قطعہ اراضی پر دو ہزار طلباء کیلئے تدریسی، رہائشی اور دفتری عمارات کا مجوزہ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار نمازیوں کیلئے جامع مسجد ﴿عبداللہ ابن مسعود﴾ کے نام سے ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بھی منصوبہ کا اہم حصہ ہے۔ سرسری جائزہ کے مطابق صرف مسجد پر (دو کروڑ) 2,00,00,000 روپے کی لاگت آتی ہے۔ اللہ تعالی کا پاک نام لیکر اس منصوبہ پر کام شروع کیا گیا ہے

کیا معلوم ؟ کہ آپ جیسے درد دین رکھنے والے بےلوث خادم دین مسلمان کی حلال آمدنی میں سے کچھ حصہ اس کے لئے قبول ہو کر آخرت سنوارنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس لئے آپ اس مقدس مشن میں اپنا حصہ نقد، سریا، سیمنٹ، باجری ریت یا عماراتی لکڑی کی شکل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو اس اہم خدمت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر پشاور

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

ستمبر اکتوبر - 2005ء رجب / شعبان ۱۴۲۶ھ جلد ۱۱ شمارہ ۹-۱۰

فہرست مضامین

صدائے عصر	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۸
تلاوت اور ختم القرآن کی اجرت کا شرعی جائزہ	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۳
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۲۲
ختم بخاری شریف	مولانا سلیم اللہ خان صاحب	۲۶
اخبار الجامعہ	ابو رضوان	۵۳
اعلان	ادارہ	۵۵

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زرسالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

صدائے عصر

فہم ودانش کے مراکز سے امتیازی سلوک

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک خداداد پاکستان، اسلام کے مقدس نام پر معرض وجود میں آیا ہے اور اسلام ہی کے نام پر قربانیاں دیکر اسلاف یعنی بانیان پاکستان نے اس عظیم مقصد میں کامیاب ہوئے - ورنہ کسی جغرافیائی قطعہ اراضی کے حصول کے لیے کوئی اتنی قربانیاں نہیں دیتا - آج دنیا میں اسلام کا مقدس نام پاکستان کی شناخت ہے - اور یہی اس کی بقاء کا راز ہے۔ ہماری فوج عدلیہ، پارلیمنٹ یا کسی فعال ادارہ کی عظمت اس میں ہے - کہ اسلام کے مقدس نام سے اپنی نسبت قائم رکھے - اندرون طور پر اگرچہ ہمیں اپنے کردار پر خود تعجب ہے۔ لیکن کم از کم نام کی برکت ہے کہ یہ ملک نصف صدی سے اپنا آدھا حصہ کھونے کے باوجود باقی ہے - اور آئندہ بھی ان شاء اللہ باقی رہے گا - خدانخواستہ اگر ہم لادین عناصر کے نرغہ میں آکر اجتماعی طور پر اسلام کے نام سے اپنا ناطہ جوڑنے میں ناکام رہے تو پھر اس ملک کی بقاء کی ضمانت مشکل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو حکمران بھی آیا - اس کو اسلام سے نسبت توڑنے کی جرات نہیں ہوئی۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سوشلزم کے علمبردار ہونے کے باوجود اس کو سوشلزم کے ساتھ اسلام کے ابتدائیہ لگانے کی ضرورت پڑی - اور اسلامی سوشلزم کے ایک نئے نعرہ کے موجد بن گئے۔ جس پر خود سوشلزم کے بانی حیران رہے - عسکری حکمرانوں میں ایوب خان ہو یا ضیاء الحق مرحوم، سب کو اسلام اسلام کی رٹ لگانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا - بلکہ یحیٰ خان جیسے رنگیلا جرنیل بھی شراب کے نشہ میں مست ہو کر اسلام اسلام کا ورد کرتے رہے - یہ حقیقت ہے کہ کسی کو بھی اسلام سے انکار کی جرات نہیں ہوئی۔ لیکن موجودہ حکمرانوں کے رویہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ترکی کی طرح خدانخواستہ یہاں پر بھی اسلام کا نام لینا جرم بن جائے - اور اسلام سے وابستگی ملک

...اری کی دلیل سمجھی جائے - لیکن وہ اس ملک کے آخری ایام سمجھے جائینگے - ولا فعلها اللہ -
...امریکہ کی دوستی میں مست ہو کر ہمارے حکمرانوں کا موجودہ وقت میں واحد مقصد لوگوں ...بند، مساجد، مدارس اور شعائر اللہ - سے بدظن کرانا ہے - صدر پاکستان کی تقاریر سے یہی ...ہوتا ہے - کہ دینی طبقہ کا نمنا ہی آپ کے اقتدار کو تحفظ فراہم کرتا ہے - آپ جب بھی سٹیج پر ...ہوتے ہیں - شاذ و نادر آپ کی تقریر اس جملہ سے خالی ہوتی ہے کہ ﴿روشن خیالی کو فروغ ... اور ہر میدان میں قدامت پسندوں کو شکست دیجیے﴾ حالانکہ بقول صدر صاحب آپ خود ...ہیں تو پھر یہی قدامت پسند لوگ آپ کے نانا کے دین کے محافظ ہیں - اور آپ کے نانا کے ...کرامین ہیں - صدر صاحب کو اپنے نانا کے دین کے سپاہیوں سے اتنی بے وفائی زیب نہیں ...صدر صاحب کو چاہیے کہ وہ بنفس نفیس دینی اداروں کا دورہ کریں - اور حالات کو خود آپ ...کی کوشش کریں - دشمنان اسلام کی تیار کردہ رپورٹوں پر ہرگز اعتماد نہ کریں - حکمرانوں کے ...اور رویہ کی تحسین شاید عیسائی اور یہودی کریں - لیکن کسی اسلامی پلیٹ فارم سے ایسے رویہ کو ...مشکل ہے - اور نہ تاریخ اس کو اچھے نام سے یاد کریگی - ﴿الناس علی دین ...ملوکهم﴾ یعنی عوام حکمرانوں کے رویہ کو دیکھ کر قدم اٹھاتے ہیں - چنانچہ صدر صاحب کی روشن ...کا سہارا لیکر زیر زمین اسلام کے خلاف کام کرنے والے ابھی اعلانیہ طور پر دین پر حملہ آور ...(حسبہ ایکٹ﴾ پر سپریم کورٹ کی رائے اس کا بین ثبوت ہے - جہاں شریعت اور اسلام ...کے نام کو چن چن کر خلاف آئین ہونے کی رائے دی گئی ہے - اجمالی فیصلہ میں پھر بھی تین چار ...ن کے بارے میں رائے دی گئی تھی - لیکن تفصیلی فیصلہ آنے پر حسبہ ایکٹ کو مستقل طور پر دفن ...نے کی کوشش کی گئی - تا کہ کسی کو اسلام کے نام پر سر اٹھانے کی جرات نہ ہو - امریکہ اگر ...﴿دہشتگردی﴾ کے فرضی نام سے مسلمانوں کو تختہ مشق بنا کر نت نئے مظالم کا تجربہ کر رہا ہے - لیکن ...اندرون ملک ہمارے حکمران کالعدم تنظیموں کے نام کے سہارے سے ہر داڑھی والے پر ہاتھ ڈال ...رہے ہیں - جہاں کہیں کوئی دھماکہ ہو جائے تو اس کو انتہا پسندی کے فرضی کھاتہ میں ڈال کر دیند

اداروں کو بند کیا جا رہا ہے۔ عملی طور پر معاشرہ ایک ایسے دور میں داخل ہو رہا ہے کہ معاشرے کو

دین کا علم رکھنے والے ہیں۔

مدارس کے حوالے سے یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ ان کو بھی عام طور پر

سلوک کے شکار ہیں۔ مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں

سے تعاون کرتے ہیں۔ اس میں مسلمان مدارس کی

بھی مدارس ہوتے ہیں۔ مدارس اور مدارس کی

کی اصلاح کی خاطر رجسٹریشن پر کسی پابندی لگا دی جاتی ہے۔ اور کسی

رجسٹریشن کی اجازت دی جاتی ہے۔ مدارس کے معاملات میں

کے مترادف ہے۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں غیر ملکی این جی اوز کو بھی اجازت ہے

قدم بقدم آسانیاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ بعض این جی اوز کی سرگرمیاں بھی

خلاف ہیں۔ مدارس کے نصاب میں اصلاح کی ضرورت

بعض انگلش میڈیم کے تعلیمی اداروں کے نصاب سے چشم پوشی کی جا رہی ہے۔

نصاب کا ہمارے معاشرے سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ نصاب کے بعض

کے منافی ہیں۔

مدارس کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو اس سے

ہو رہا ہے۔ مدارس لوگوں سے چندہ اکٹھا کر کے مفت میں ان لوگوں کو تعلیمی

تعلیمی سہولتیں اخراجات کے تحمل سے قاصر رہتے ہیں۔ غریب کی

تعلیمی سہولتیں پہنچانا مدارس کی امتیازی خوبی ہے۔ لیکن اس کے باوجود

برداشت سے باہر ہیں۔ ان کے نزدیک مدارس میں پڑھنے والے طلبہ

ہیں۔ اور نہ یہ لوگ کسی حسین سلوک کے مستحق ہیں۔ گزشتہ دنوں اسلام آباد کے ایک

بچیوں پر ایسا تشدد کیا گیا۔ جس سے بعض بچیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اور بعض

ان کا قیمتی وقت ضائع کیا گیا- یہی طلبہ جب اپنے اپنے ممالک چلے گئے تو وھاں پر بھی ان معاشرہ میں ان کو متہم قرار دیا گیا- خدانہ کرے کہ وہ ممالک بھی پاکستان کے اسلامی لبادہ پراحتجاج کے ان لوگوں کو ملک وملت کے لیے نقصان دہ سمجھیں- حالانکہ ان لوگوں کا کوئی جرم نہیں تھا بلا وجہ ان طلبہ کو دہشت گردوں کی فہرست میں ڈالا گیا- مزید براں اگر ان ممالک میں ہمارے ملک کے کوئی طلبہ زیر تعلیم ہوں- شاید ردعمل کے طور پر ان کو بھی بے سزا دی جائے گی- آئے دن کئی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں- جن میں اگر کسی یونیورسٹی یا کالج کا طالب علم ملوث پایا جائے تو وھاں پر صرف اس شخص کے خلاف کاروائی ہوتی ہے- جبکہ یہاں پر تمام طلبہ کو بلا وجہ نکالا جا رہا ہے- حالانکہ جرم بھی کوئی نہیں- صرف یہ جرم ہے کہ دینی ادارے کا طالب علم ہے- پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان سرحد پر کھڑے ہوکر ایسے طلباء کو ویزے دے کر اپنے ملک کی طرف راغب کر رہا ہے- اور علمی میدان میں پاکستان کو شکست دینے کے لیے مدارس دینیہ پر فخر کر رہا ہے-

یہ بھی واضح ہو کہ علماء نے آج تک دہشت گردی کی حوصلہ آفزائی نہیں کی- اور نہ کوئی مدرسہ کسی دہشت گردی میں ملوث ہے- بلکہ علماء تو حکومت سے کہہ رہے ہیں- کہ جن مدارس کے بارے میں دہشت گردی کا ثبوت ملے یا کوئی مدرسہ ملک کے خلاف کسی سرگرمیوں میں ملوث پائے- ان پر ہاتھ ڈالنے کے لیے حکومت کے لیے کیا رکاوٹ ہے؟ لیکن بلاوجہ مدارس کو بدنام کرنا ملکی مفاد میں نہیں-

مدارس عربیہ اللہ تعالی کے مقدس دین کی چھاونیاں ہیں- یہاں سے قرآن وحدیث کی صدائیں بلند ہوتی ہیں- یہاں سے اولیاء اللہ تیار ہوکر نکلتے ہیں- مدارس صرف پاکستان کا نہیں بلکہ پوری دنیا کی بقاء کا ضامن ہیں- کیونکہ دنیا کی بقاء اللہ تعالی کے نام لینے میں ہے- حدیث میں آتا ہیں- "لاتقوم الساعة حتی یقال فی الارض "الله" "الله" او کما قال قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی- جب کرہ ارض پر اللہ تعالی کا نام لیا جاتا ہو- یہی مدارس

مراکز ہیں- جہاں سے اللہ اللہ کی صدائیں لگانے والے تیار ہوکر نکلتے ہیں- اس لیے اگر مدارس بند کیے گئے- تو یہ قہر خداوندی کو دعوت دینے کا مترادف ہے- اس لیے ارباب اقتدار کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے- کہ دینی حلقوں اور علمی مراکز کی بے جا مخالفت سے اجتناب کیا جائے- ورنہ تاریخ کے ناترس رویہ سے بچنا مشکل ہے-

معلوم نہیں، وہ کونسی خفیہ قوت ہے؟ جو عسکری حکمرانوں کو مدارس کے خلاف اکسا رہی ہے- دینی مدارس کے خلاف حکومت کے موجودہ اقدامات کھلی حماقت ہے- ایک طرف مدارس کی اسناد سے انکار دوسری طرف رجسٹریشن میں بے جا شرائط منوانا ایسے مطالبات ہیں- جس میں کوئی صاف مقصد دکھائی نہیں دے رہا ہے- حکومت کو جب تک علماء کی ہمدردیاں حاصل نہ ہوں- میرے خیال میں کامیابی کا سفر مشکل ہے- اور علماء کی کامیابی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ دینی اقدار کے غلبہ کے لیے محنت ہے- ورنہ اتحاد تنظیمات مدارس نے اتفاق سے حکومت کا مدارس عربیہ کی رجسٹریشن کے لیے سوسائٹی ایکٹ میں دفعہ ۲۱ کا ترمیمی آرڈیننس مسترد کر کے مدارس کی حریت کے لیے ہر قسم کی قربانیاں دینے کا ارادہ کر چکا ہے- کیونکہ یہ آرڈیننس مدارس سے امتیازی سلوک کے مترادف ہے- ملک کے این جی اوز یا پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کے لیے کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا- جبکہ مدارس کو دبانے کے لیے آئے دن نئے نئے آرڈینس لائے جا رہے ہیں- تاہم آزمائش کی اس گھڑی میں علماء کے لیے استقامت کی دعا کی جا سکتی ہے- بظاہر مشکلات ہیں- لیکن ﴿ العاقبة للمقین ﴾ بہتر انجام مدارس کے حق میں ہی ہوگا-

والعصر o ان الانسان لفی خسر o

مفتی غلام الرحمٰن

سل بنی اسرائیل کم اتینهم من اية بينة ومن يبدل نعمة الله من بعد ما جاءته فان الله شديدالعقاب o زين للذين كفروا الحيوة الدنيا ويسخرون من الذين امنوا والذين اتقوا فوقهم يوم القيمة والله يرزق من يشاء بغير حساب o

ترجمہ۔ بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے ان کو کتنی واضح نشانیاں دی تھیں۔ (لیکن یہ بھی جان لو) جو کوئی خدا کی نعمت پا کر بدقسمتی سے بدل ڈالے۔ تو اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ کفر کرنے والوں کے دلوں میں دنیا کی عظمت بیٹھائی گئی ہے۔ جو ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ حالانکہ ایمان والے قیامت کے دن ان کے مقابلہ میں اعلیٰ مراتب پر فائز ہوں گے ۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ جس سے چاہے وسیع رزق دے دیتا ہے۔

محاسن ۔ بنی اسرائیل کی تاریخ سبق آموز واقعات سے بھری پڑی ہے۔ قرآن ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ کہ بنی اسرائیل سے معلوم کرلو؟ ہم نے ان کے اسلاف کو کتنی واضح نشانیاں دی تھیں۔ لیکن یہ ان لوگوں کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے قدر نہیں کی۔ ایسا کردار اپنایا جس سے قہر خداوندی کو دعوت دی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب کبھی کوئی قوم بے قدری کرے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو سخت عذاب دیتا ہے۔

مکہ والوں کے پاس آخری رسول تشریف لا چکے ہیں۔ چاہیے کہ اس کی تابعداری کریں۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ اس کی بے قدری کی وجہ سے کل یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے شکار ہوں۔ چنانچہ یہی ہوا کہ یہ لوگ جب ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مدینہ میں ٹھکانہ دیکر مشرکین مکہ کو جنگ بدر اور دوسرے مواقع پر عذاب دیا۔

بدقسمتی کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کفار ظاہر بینی کا شکار ہیں۔ یہ اہل دنیا کی آسائش کا سامان اور دوسرے اسباب تعیش کو کامیابی کا زینہ سمجھتے ہیں۔ یہی ان لوگوں کے نزدیک کامیابی کا معیار ہے۔ معاشرہ میں لوگوں کو اس ترازو پر تولتے ہیں۔ مسلمان جہاں کہیں غربت اور تنگدستی کے شکار ہو جائیں تو یہ لوگ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ چونکہ یہی لوگ عظمت اور کامیابی کی کسوٹی سے نابلد ہیں۔ دنیا کو مقصد سمجھتے ہوئے باطنی محاسن ان کو نظر نہیں آتے۔ اس لئے جہاں غربت اور فقر ہو۔ وہاں ان کو ذلت نظر آتی ہے۔ حالانکہ کامیابی کا معیار یہ نہیں۔ انسان کی عظمت اخلاقیات اور بلند کردار کی وجہ سے ہے۔ جو ایمان سے معرض وجود میں آتے ہیں۔ اس لئے ایمان والے غربت اور فقر و فاقہ کے باوجود قیامت کے دن ان لوگوں سے بلند مراتب پر فائز ہوں گے۔ دنیا میں رزق کی تنگی یا وسعت کے فیصلے اس پر نہیں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ﴿رب العالمین﴾ ہے۔ اس لئے رزق کا فیصلہ اس نے ایمان پر نہیں رکھا ہے۔ وہ بلا امتیاز مذہب و عقیدہ جس سے چاہے۔ رزق کے وسیع دروازے کھول دیتے ہیں۔

ان آیات کا یہ مضمون قرآن میں کئی مقامات پر مختلف پیرائیوں میں بیان ہوتا ہے۔ یہی "بنیادی فرق ہے جو معاشرتی زندگی میں کھل کر سامنے آتا ہے کہ بہتری اور فضیلت کا معیار مال و دولت نہیں۔ اور نہ اس سے انسان کی قیمت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی قیمت کا معیار ایمان کی دولت ہے۔ آخر کار ایسی چیز معیار فضیلت کیسی ہو سکتی ہے۔ جس میں خود ثبات نہ ہو۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا انسان کی ضرورت ہے۔ لیکن ضرورت کو مقصد حیات سمجھ کر تمام توانائیاں اس کے لئے وقف کرنا بڑی زیادتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کسی کو دنیا کمانے سے منع نہیں کرتا۔ اور نہ یہ کوئی بری بات ہے۔ بلکہ حلال رزق کا حصول اور اس کے لئے تگ و دوڑ اور محنت کرنا عبادات کے درجہ میں ہے۔ یہی محنت تو حلال روزی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اگر انسان حلال و حرام کی تمیز کا فلسفہ ذہن میں رکھتے ہوئے محنت کرے۔ رزق کی فکر میں خالق کو نہ بھولے۔ اس صورت میں جو دنیا حاصل ہو۔ اس کو عطیہ خداوندی سمجھنا چاہیے۔ ایسے حلاق رزق

سے دینی اقدار اور اخلاقیات متاثر نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن جب حلال وحرام کی تمیز نہ ہو تو پھر زر کی تلاش میں انسان سب کچھ جائز سمجھتا ہے۔ یہی وہ دنیا ہے جس کی مذمت کی گئی ہے۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاء تهم البينت بغيا بينهم ○ فهدى الله الذين امنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه – والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم ○

ترجمہ: ابتداء میں سب لوگ ایک امت کی طرح متحد رہے۔ جب اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے۔ جو ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو ڈراتے رہے۔ اور ان کو حق ظاہر کرنے کیلئے کتاب دی گئی تاکہ لوگوں کے درمیان اختلافی مسائل میں فیصلہ کرسکیں۔ بدقسمتی سے وہ لوگ ضد اور حسد کی وجہ سے اختلاف کرگئے۔ جن کے پاس کھلی نشانیاں آئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ایمان لانے والوں کو اختلاف کی صورت میں حق کی رہبری کی۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھے راستہ کی رہبری فرماتے ہیں۔

محاسن: ۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کچھ وقت تک پوری دنیا اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ پر قائم تھی۔ کوئی اختلاف نہیں تھا۔ لوگ ہدایت ربانی پر عمل پیرا تھے۔ اس لیے انبیاء کی ضرورت نہیں تھی لیکن جب لوگوں میں ذاتی مفادات کے تحفظ یا ضد وعناد کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی عقل نشانیاں موجود تھیں ان کے ہوتے ہوئے اختلاف کی گنجائش نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی حسد کی وجہ سے اختلاف رونما ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حق کی رہبری ورہنمائی کے لئے انبیاء بھیجے۔ ان کو باقاعدہ کتاب دی گئی۔ تاکہ وہ حکم خداوندی کی روشنی میں لوگوں کے درمیان حق کا فیصلہ کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انبیاء کی تعلیمات میں یہ بھی شامل رہا کہ جو کوئی حق پر عمل کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا وآخرت کی نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ ہاں جو مخالفت پر اتر آئے اس کی تباہی کا پیغام بھی اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ ان حالات میں جن لوگوں میں

ہدایت کا جذبہ موجزن ہوجاتا ان کو ہدایت نصیب ہوتی۔ ورنہ ازلی بدقسمت اللہ تعالیٰ کی بے پناہ مہربانیوں کے باوجود محروم رہ جاتا۔ ہدایت پوری دنیا کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ لیکن راہبری پر ہدایت کے فیصلے بعض کے حق میں ہوتے ہیں۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب ○

ترجمہ: کیا تم گمان کرتے ہو کہ بغیر کسی تکلیف کے جنت میں جاؤ گے (کبھی نہیں) حالانکہ ابھی تک تم پر وہ حالت نہیں آئی جو تم سے گزشتہ لوگوں پر آئی تھی۔ کہ جانی اور مالی تکلیف پہنچا کر وہ ہلائے گئے۔ یہاں تک پیغمبر اور اس کے ساتھی چیخ اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئیگی؟ صبر کرو اللہ تعالیٰ کی مدد بہت قریب ہے۔

محاسن: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی دینے والوں کے حوصلہ اور مضبوط عزم کا تذکرہ ہورہا ہے۔ مسلمانوں پر تکالیف آتی ہیں۔ مصائب اور مشکلات سے سامنا ہوتا ہے۔ لیکن یہ مسلمان کی خوبی ہے کہ وہ خندہ پیشانی سے مصائب برداشت کرتا ہے۔ بلکہ دین کے لئے قربانی مسلمان اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ مصائب سے الجھنے کی یہ تاریخ ہر وقت دھرائی جاتی ہے اس لئے قرآن صاف کہہ رہا ہے۔ کہ جنت کا داخلہ کوئی آسان کام نہیں۔ یہ قربانیوں سے حاصل ہوتا ہے۔ ابھی تک تم اس تاریخ سے نابلد ہو۔ جس میں گزشتہ دور کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان لوگوں کو جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ انبیاء اور ان کے پیروکار چیخ اٹھے۔ اے اللہ! تمہاری مدد کب آئیگی؟ لیکن کہا گیا ناامید نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات میں آج کے مسلمانوں کے لئے بڑا سبق ہے۔ آج بھی جس دور سے ہم گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام لیواؤں کے لئے کانٹوں پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا ہے۔

Scanned with CamScanner

دین سے وابستگی دہشت گردی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ پوری دنیا صرف اس ایک نکتہ پر متفق ہے کہ مسلمانوں کو کیسے مٹایا جائے۔ آج بھی مسلمان اللہ تعالی کے دربار میں رورو کر مانگ رہے ہیں کہ اللہ تعالی کی مدد کب آئیگی؟ قرآن یہی جواب دے رہا ہے۔ حوصلہ مت ہارو اللہ تعالی کی مدد بہت قریب ہے۔

گفتگو

عالم سے ایک گھنٹہ کی گفتگو دس برس کے مطالعے سے زیادہ مفید ہوتی ہے

حسن بصری

تلاوت اور ختم القرآن کی اجرت کا شرعی جائزہ

مفتی ذاکر حسن نعمانی

ختم قرآن اور تلاوت کی کئی قسمیں ہیں۔ کبھی قرآن مجید محض ثواب کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ جیسے عام طور پر لوگ اس کی انفرادی طور پر تلاوت کرتے ہیں۔ کبھی ایصال ثواب کے لئے پڑھتے ہیں بعض لوگ انفرادی طور پر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ بعض لوگ جمع ہو کر حسب توفیق قرآن مجید پڑھ کر کسی مردہ یا زندہ کو اس کا ثواب بخش دیتے ہیں۔ بعض لوگ کسی دنیاوی حاجت مثلاً مقدمہ جیتنے، بیماری سے شفاء، امتحان میں کامیابی، نئے گھر میں داخلہ یا کسی بھی دنیاوی اہم مہم کو سر کرنے کیلئے کسی سے پڑھواتے ہیں۔ ختم قرآن اور تلاوت کی بڑی بڑی پانچ قسمیں ہیں۔ ہر قسم کا الگ الگ حکم ہے۔

1۔ محض حصول ثواب کیلئے پڑھنا 2۔ ایصال ثواب کیلئے پڑھنا 3۔ کسی دنیوی حاجت کے پورا ہونے کے لئے پڑھنا یا پڑھوانا۔ اس کی زیادہ قسمیں ہیں۔ 4۔ تراویح میں ختم کرنا 5۔ تعلیم دینے کے لئے پڑھنا۔

بلا اقسام کے احکامات کو سمجھنے سے پہلے چند تمہیدی باتیں ضروری ہیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں۔ الاصل ان کل طاعة یختص بها المسلم لا یجوز الا ستیجار علیها عندنا لقوله السلام اقروا القرآن ولا تاکلوا به اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ جو طاعت کسی مسلمان کیساتھ خاص ہو اس پر ہمارے نزدیک اجرت جائز نہیں۔ اس لئے کہ حضورؐ نے فرمایا قرآن پڑھو اور اس کو ذریعہ کمائی نہیں۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں (یخرج الاستیجار علی الطاعات فرضاً کانت او واجبةً او تطوعاً لان الثواب موعود للمطیع علی الطاعة فینتفع الاجیر بعمله فلا یستحق الاجر طاعات) (عبادات) پر اجرت کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر طاعت فرض واجب یا نفل ہے تو ان طاعات پر اللہ تعالی نے اجر (ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ ان طاعات پر کوئی

Scanned with CamScanner

کسی کیساتھ اجرت طے کرے تو جائز نہیں کیونکہ اجیر (مزدور) کو اپنی طاعت کا نفع (ثواب) مل چکا (بدائع ج ۴ ص ۱۹۲) ہر طاعت کا اجر ثواب ہے جو آخرت میں ملے گا یہی طاعت کرنے والے کی مزدوری ہے۔اب اگر کوئی شخص اس طاعت پر کسی اور سے مزدوری (مال) طلب کرے تو گویا آخرت کا مزدور دنیاوی مزدوری بھی طلب کر کے ڈبل اجرت مانگ رہا ہے اور ایسا کرنا صحیح نہیں۔(۲) عبادت فرض ہو یا واجب یا نفل ان پر اجرت جائز نہیں فرض اور واجب تو مسلمان کی اپنی ذمہ داری ہے جس کو یہ ضرور ادا کرے گا ان فرائض اور واجبات کی ادائیگی کے بعد کسی سے اجرت طلب کرنا صرف ناجائز ہی نہیں بلکہ بے وقوفی بھی ہے نفل عبادت اگرچہ لازم نہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔جیسے فرائض اور واجبات کی ادائیگی پر ثواب عطا کرتے ہیں اسی طرح نفلی عبادت اور تلاوت پر بھی اجر عطا کرتے ہیں لہذا نفلی عبادت اور تلاوت کی اجرت بھی حاصل کرنا صحیح نہیں۔(۳) ایصال ثواب فرض اور واجب نہیں محض ایک نفلی عبادت ہے جس مردہ یا زندہ کو ثواب پہنچا رہا ہے اس پر ایک احسان ہے اور خود اس کو بھی ایصال ثواب کے فعل کا اجر مل رہا ہے۔لہذا ایصال ثواب ایک طاعت اور عبادت ہے۔اس پر اجرت جائز نہیں۔(۴) قصد اور نیت سے قرآن مجید کی قرآنی حیثیت بدل جاتی ہے۔ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں قاعدہ لا ثواب الا بالنیۃ کے تحت فرماتے ہیں (واما قرأۃ القرآن قالوا ان القرآن یخرج عن کونہ قرآناً بالقصد فجوز للجنب والحائض قرأۃ ما فیہ من الاذکار بقصد الذکر والادعیۃ بقصد الدعا) قصد اور نیت سے قرآن کی حیثیت بدل جاتی ہے اس لئے جن آیات میں دعائیں یا اذکار ہیں جنابت والے مرد یا عورت اور حائضہ کے لئے ان کا پڑھنا جائز ہے۔ (ج ا ص ۹۷)

نیت بدلنے سے قرآن کی بجائے یہ آیات صرف اذکار اور دعائیں بن گئیں۔قرآن کی تلاوت جنبی اور حائضہ کے لئے منع ہے لیکن دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں۔سانپ، بچھو یا بھڑ کے کاٹنے پر کوئی شخص قرآن کا کوئی حصہ پڑھ کر دم کر دے تو آیات اب رقیہ (دم) بن

[...]ی گی۔تلاوت اور عبادت والی حیثیت ختم ہو جائے گی۔صرف برکت والی حیثیت رہ جائے [...]س سے دنیاوی اغراض پوری ہوتی ہیں حدیث ہے (اقرأ القرآن ولا تاکلو بہ) قرآن [...] ذریعہ نہ کھاؤ دوسری حدیث میں کھانے کا جواز ہے کسی گاؤں کے سردار کو سانپ نے کاٹا [...]ں والوں نے صحابہ کرامؓ سے کہا (ھل فیکم راق) کیا کوئی دم کرنے والا ہے ایک صحابی نے [...]کریوں کے وعدہ پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ اچھا ہو گیا۔صحابہ کرام بکریاں لے کر آئے [...]ر نے استفتاء کیا حضورؐ نے فرمایا اس میں میرا بھی حصہ کرو۔ان دونوں احادیث میں تعارض [...] مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔حقیقت میں کوئی تعارض نہیں اس قصہ میں تو قرآن کو [...] پھونک کے طور پر پڑھا گیا ہے اور اس طور سے پڑھنا عبادت نہیں ہے اس لئے اس پر [...]ضہ لینا جائز ہے اور اقرا القرآن ولا تاکلوا بہ اس میں قرأۃ قرآن سے قرأۃ بطور [...]ن مراد ہے۔اسلئے اس پر معاوضہ لینا حرام اور دین کو دنیا سے بدلنا ہے (عملیات اور [...]ت کے شرعی احکام ص ۱۶۶) صحابہ کرام کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی [...]ن اور سور کے منقول و مجرب خواص و اثرات کی خاطر پڑھنے سے ان کی تلاوت و عبادت والی [...]ن بدل کر جھاڑ پھونک والی حیثیت بن جاتی ہے حدیث میں آتا ہے۔ان احق ما اتخذتم [...]ہ اجراً کتاب اللہ (بخاری شریف) اللہ کی کتاب اس کی زیادہ حق دار ہے کہ اس پر اجرت [...]ئے۔رقیہ بالقرآن اور اس پر اجرت جائز ہے اور رقیہ قرآن مجید کے کسی بھی حصہ کیساتھ [...]یا سکتا ہے جواز کی وجہ یہ ہے کہ رقیہ بالقرآن میں قرآن مجید کی تلاوت عبادت کی حیثیت سے [...]ں کی جاتی بلکہ برکت اور دنیوی غرض سے کی جاتی ہے۔حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ [...]رماتے ہیں کہ اہل دیوبند پر بخاری شریف کے متعلق لوگ اعتراض کرتے ہیں۔کہ یہ لوگ ختم [...] لا الہ الا اللہ اور قرآن وغیرہ کو تو منع کرتے ہیں اور کبھی کبھی خود اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔میں کہتا [...]وں کہ ختم بخاری شریف حصول ثواب کے لئے یعنی ایصال ثواب کے لئے پڑھ کر نذرانہ نہیں لیا [...] بلکہ مریض کی شفا کے لئے یا کسی مقدمہ میں غلبہ حاصل کرنے کے لئے پڑھا جاتا ہے جو

عبادت نہیں بلکہ دنیوی مقصد ہے اور دنیوی مقاصد پر اجرت لینا جائز ہے فرمایا دنیاوی حاجتوں کے لئے دعا پر اجرت لینا جائز ہے اور دینی حاجت پر اجرت جائز نہیں (عملیات و تعویزات کے شرعی احکام ص ۱۶۷) مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ ایک دنیاوی حاجت، غرض اور مقصد ہے اور ایک دینی حاجت اور عبادت دونوں میں فرق ضروری ہے۔ قرآن مجید یہ دونوں حاجتیں پوری کرتا ہے دینی حاجت جو عبادت کی حیثیت سے ہوتی ہے ثواب کے اعتبار سے مقصد براری ہوتی ہے اور دنیوی حاجت قرآن کی برکت سے پوری ہوتی ہے اگر چہ قرآن کا اصل مقصد آخرت کی نجات اور تلاوت من حیث العبادۃ ہے لیکن اس حیثیت سے اس کی برکت والی حیثیت ختم نہیں ہوتی۔ قرآن مجید کی اس برکت والی حیثیت سے جملہ دنیاوی حاجات پوری ہوتی ہیں مثلاً حدیث میں ہے۔ کہ سورۃ واقعہ پڑھنے کی برکت یہ ہے لم تصبہ فاقۃ یعنی اس کے پڑھنے والے کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ یا سورۃ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

سوال: تلاوت اور طاعات مقصودہ وغیرہ سے دنیوی غرض حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں طاعات سے اولاً دینی برکت مقصود ہوتی ہے پھر اس دینی برکت کو دنیوی اغراض میں مؤثر سمجھا جاتا ہے۔ احادیث میں جو خاص طاعات اور قربات کی خاصیتیں اغراض دنیوی کے قبیل کی وارد ہیں جیسے سورہ واقعہ کی خاصیت آئی ہے لم تصبہ فاقۃ (اس کی وجہ سے فاقہ نہیں ہوتا) اور یہ دنیوی خاصیتیں جس طرح وحی سے معلوم ہوتی ہیں کبھی الہام سے بھی معلوم ہوتی ہیں لہذا کوئی حرج نہیں (عملیات اور تعویزات کے شرعی احکام ص ۲۲۲) لہذا آیات کی تلاوت کی برکت سے دنیاوی اغراض کا پورا ہو جانا قرآن کی برکت ہے اب تلاوت کی اقسام اور ان کے احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ محض ثواب کی نیت سے پڑھنا: عام لوگوں کی عادت ہے کہ گھروں اور مساجد میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں یہ تلاوت اگر چہ فرض اور واجب نہیں نفلی عبادت ہے اور ہر عبادت پر اللہ تعالیٰ ثواب عطا کرتے ہیں لہذا اس نفلی عبادت اور تلاوت پر کسی سے اجرت وصول کرنا جائز

نہیں قرآن حدیث میں تلاوت کے فضائل مذکور ہیں۔ انہی فضائل کی وجہ سے قرآن مجید کی تلاوت سب سے زیادہ کی جاتی ہے پوری دنیا میں کوئی نہ کوئی ہر وقت اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے

۲۔ ایصال ثواب کے لئے پڑھنا: ایصال ثواب فرض اور واجب نہیں محض ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لئے ایصال ثوب کیلئے تلاوت پر اجرت لینا صحیح نہیں۔ علامہ ابن عابدین نے اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے شفاء العلیل وبل الغلیل حکم الوصیۃ بالختمات و التہلیل اس رسالہ میں ایصال ثواب پر اجرت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ شامی میں فرماتے ہیں فالحاصل ان ما شاع فی ما ننا من قرأۃ الاجزاء بالاجرۃ لا یجوز ہمارے زمانے میں جو الگ الگ پارے اجرت کے ساتھ پڑھنے کا رواج ہے یہ ناجائز ہے (ج۵ ص ۳۵)

فرماتے ہیں فی شرح الہدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت و لا للقاری اجرت پر قرآن پڑھنے سے نہ قاری کو ثواب ملتا ہے نہ میت کو۔ ایصال ثواب پر اجرت کے عدم جواز کی وجہ اس کا عبادت ہونا ہے اور عبادت پر اجرت جائز نہیں۔

۳۔ دنیوی حاجت کے لئے تلاوت:۔

اس کی کئی قسمیں ہیں بیمار کے شفاء کے لئے مقدمہ میں غلبہ کے لئے، امتحان کی کامیابی کے لئے یا کسی بھی دنیاوی مہم کے سر کرنے کے لئے جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اس پر اجرت جائز ہے کیونکہ اس طرح پڑھنے سے قرآن کی حیثیت بدل جاتی ہے گویا اس کی تلاوت اب عبادت نہیں بلکہ محض ایک دنیوی مقصد حاصل ہو رہا ہے اس کی مثال رقیہ بالقرآن ہے یعنی قرآن کے ذریعہ دم کرنا رقیہ پر اجرت جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں (جوز والرقیۃ بالاجرۃ ولو بالقرآن کما ذکرہ الطحاوی لا نہا لیست عبادۃ محضۃ بل من التداوی رقیہ (دم) اگر چہ قرآن کے ذریعہ ہو اس پر اجرت جائز ہے کیونکہ بطور جھاڑ پھونک

پڑھنا محض عبادت نہیں بلکہ علاج ہے (شامی ج ۵ ص 36) بطور دم پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب۔ ابن عابدین فرماتے ہیں (قال الطحاوی و یجوز الاجر علی الرقی وان کان یدخل فی بعضہ القرآن لا نہ لیس علی الناس ان یرقی بعضھم بعضاً) طحاوی فرماتے ہیں دم پر اجرت جائز ہے اگر چہ قرآن کے ذریعے ہو کیونکہ کسی کو دم کرنا کسی پر لازم نہیں (رسائل ابن عابدین ص ۱۵۶) دم پر اجرت اس لئے جائز ہے کہ اس میں مقصود متوقع نفع ہوتا ہے جیسے ڈاکٹر معائنہ اور دوائی لکھنے کی فیس وصول کرتا ہے۔ اس اجارہ میں نفع اور منفعت ثواب نہیں بلکہ قرأت خود ایک منفعت ہے کہ اس کی برکت سے اللہ مطلوبہ نفع پہنچا دے گا۔ جب رقیہ بالقرآن جائز ہوا تو دیگر دنیوی اغراض کے لئے بھی تلاوت اجرت کے ساتھ جائز ہے۔ محدث بے بدل انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں (قد مرمنی ان اخذ الاجر علی قرأۃ القرآن لحوائج الدنیویۃ جائز بقی التعلیم ففیہ ایضاً توسیع علی ما علل بہ فی قاضی خان اما اخذ الاجرۃ علی ایصال الثواب للمیت فلی فیہ تزددشدید و اکف عنہ لسانی) دنیاوی حاجت کے لئے قرآن پر اجرت جائز ہے تعلیم کے لئے بھی اجرت جائز ہے قاضی خان کی تعلیل کے مطابق میت کے ایصال ثواب کے لئے تلات کی اجرت پر مجھے بہت تردد ہے اور اس بارے میں کچھ بھی نہیں کہتا (فیض الباری ج ۳ ص 78) فرماتے ہیں (نعم لو کان الختم لمطالب دنیویۃ طاب لہ الاجرۃ) اگر ختم دنیاوی حاجت کے لئے ہو تو اجرت جائز ہے شاہ صاحب العرف الشذی علی الترمذی میں فرماتے ہیں (و قال الشاہ عبد العزیز فی تفسیرہ تحت آیۃ ولا تشترو ابا یاتی ثمناً قلیلاً ما حاصلہ ان اذا کان ختم البخاری او القرآن العزیز لحاجۃ دنیویۃ تجوز الاجرۃ) ختم بخاری یا ختم قرآن اگر دنیاوی حاجت کے لئے ہو تو اجرت جائز ہے (العرف الشذی ج ۲ ص ۲۷) علامہ یوسف بنوری فرماتے ہیں۔ و اما اخذ الاجرۃ علی ختم القرآن و صحیح البخاری لامر من امور الدنیا فذالک جائز (معارف السنن ج ۲ ص 243) شاہ عبد العزیز نے اجرت قرآن

کی چند صورتیں ذکر کی ہیں فرماتے ہیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھے اور اس کی نیت عبادت کی نہ ہو بلکہ صرف اس خیال سے پڑھے کہ قرآن شریف پڑھنا مباح ہے اور اس پر اجرت لے مثلاً دم کرے یا لکھ کر تعویز دے یا قرآن شریف کی بعض سورتوں کو اس غرض سے پڑھے کہ کوئی خاص دنیوی مطلب حاصل ہو یا قبر کا عذاب نہ ہو یا خوش الحانی کے ساتھ اس غرض سے کہ زندہ یا مردہ کو سرور ہو یہ سب بھی بلا کراہت جائز ہیں اور یہی اس حدیث سے مراد ہے ان احق ما اتخذتم علیہ اجراً کتاب اللہ (فتاوی عزیزی ص 459) شاہ عبد العزیز کے اس جواب پر کسی نے مولانا اشرف علی تھانویؒ سے سوال کیا ہے کہ کیا اس جواب سے ایصال ثواب پر اجرت کا جواز معلوم نہیں ہوتا۔ حکیم الامت نے جواب دیا ہے کہ اول تو شاہ عبد العزیز کے جواب کی سند چاہیے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کا بیان کردہ قاعدہ صحیح ہے یعنی قرآن شریف کی تلاوت عبادت کی غرض سے نہ ہو اس کی بعد شاہ عبد العزیزؒ کی بیان کردہ مثال پر اعتراض کیا ہے کہ مردہ کو قبر کا عذاب نہ ہو یہ دنیوی غرض نہیں اسلئے کہ عذاب اس وقت دور ہو گا جب مردہ کو ایصال ثواب کیا جائے اور یہ بات پہلے گزر چکی ایصال ثواب پر اجرت جائز نہیں (امداد الفتاوی ج ۳ ص 387)

تعلیم کے لئے تلاوت: اصل قاعدہ کے مطابق جو تلاوت تعلیم کے لئے کی جائے اس پر اجرت ناجائز ہے کیونکہ قرأت للتعلیم فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ عبادت ہے اور عبادت کسی قسم کی بھی ہو تو اس پر اجرت جائز نہیں لیکن فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق اذان، امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت جائز ہے۔ یہ امور اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ شاہ عبد العزیزؒ نے شرح وقایہ کی عبارت نقل کی ہے (الاصل عند نا انہ لا یجوز الاجارۃ علی الطاعات وعلی المعاصی لکن لما وقع الفتور فی الامور الدینیۃ یفتی بصحتہا لتعلم القرآن والفقہ تحرزاً من الاندراس) یعنی اصل مذہب ہمارا یہ ہے کہ طاعات اور گناھوں پر اجرت جائز نہیں لیکن امور دینیہ میں فتور اور نقصان واقع ہونے کی وجہ پر قرآن شریف اور فقہ کی تعلیم پر

اجرت جائز ہے تاکہ یہ علوم مٹنے نہ پائیں (ص458) جو آدمی فرض واجب یا نفل کی شکل میں ...
طاعت بھی کرتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں اجر وثواب کا وعدہ ہے اس اخروی ...
استحقاق کے ہوتے ہوئے کسی مخلوق سے دنیاوی اجر بھی طلب کرنا دو عوض ہوئے۔ کوئی شخص ایک ...
آدمی کا خاص نوکر ہو گیا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانہ میں وہ آدمی دوسرے شخص کا بھی خاص نوکر ہو ...
علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں (و یفتی الیوم بصحتها لتعليم القرآن و الفقه والاذان) (رسائل ابن عابدین ص158)

5۔ تراویح میں ختم قرآن کی اجرت: تراویح مرد اور عورتوں کے لئے سنت علی العین ... تراویح میں ایک مرتبہ ختم قرآن پڑھنے یا سننے کے اعتبار سے سنت ہے ختم قرآن کی یہ سنت تراویح ... کی نماز سے الگ نہیں ہو سکتی۔ تراویح کے ساتھ عملاً لازم ہے اور سنت عبادت ہے لہذا یہاں ... قاعدہ جاری ہوگا (کل عبادة یختص بها المسلم لایجوز الاستیجار علیها عندنا) لہذا قاری یا سامع اپنی اس سنت عبادت پر اجرت کا مستحق نہیں۔ جس طرح ختم تراویح ... اجرت لینا صحیح نہیں۔ ختم فی التراویح کا تعلیم قرآن پر قیاس صحیح نہیں تراویح میں اگر پورا قرآن ... پڑھا جائے تو تعلیم قرآن میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ تعلیم قرآن کے نماز ... بہت سے طریقے ہیں۔ ختم قرآن نہ خود تعلیم قرآن ہے نہ تعلیم قرآن کے لئے موقوف علیہ ... بعض مجوزین اجرت کہتے ہیں کہ ختم قرآن نماز میں ہے اور تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے لہذا ختم داخل فی الامامت ہو جائے گا اور امامت پر اجرت جائز ہے لیکن یہ بات ... نہیں اس لئے کہ یہ ختم بعینہ امامت نہیں اور نہ تراویح کی امامت ختم قرآن پر موقوف ہے ... مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔ ختم قرآن تراویح کے لئے نہ جزئیہ موقوف علیہ ہے ... (امداد الفتاوی ج1ص 318) اس کا مطلب یہ ہے کہ ختم تراویح کا ایسا جز نہیں کہ اس کے بغیر تراویح نہ پڑھی جا سکے بلکہ ہر رکعت میں مطلقاً قرأت فرض ہے نمازی جہاں سے چاہے قرآن پڑھ لے نماز ہو جائے گی اسی طرح نہ ختم قرآن تراویح کے لئے لازمی ہے علامہ ابن عابدین ...

... (فالحاصل ان المصحح من المذهب ان الختم سنة لكن لا يلزم منه ... لو كه اذا لزم لتنفير القوم و لتعطيل كثير من المساجد خصوصاً فی زماننا ... اختيار الاخف على القوم) ختم سنت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ختم کو نہ ... اگر قوم پر ختم بھاری ہو اور مساجد میں لوگ آنا چھوڑ دیں تو ختم کا ترک جائز ہے کیونکہ ... پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے (شامی ج1ص 75)

... مع کی اجرت: مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں سماعت قرآن سے غرض یہ ہے کہ ... بھولے گا بتلا دے گا پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے۔ بخلاف ... کے اس میں تعلیم مقصود نہیں اسلئے کلیہ حرمت اجر علی الطاعۃ میں داخل رہے گا (امداد الفتاوی ... ص329) (ج3ص366) اس جواب پر احقر کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا کہ نماز کے ... تعلیم سے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے- اس فاسد عمل پر اجرت کیسے جائز ہے اس کے بعد عزیز ... میں یہی اشکال دیکھا۔ کسی نے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن سے یہی سوال کیا ہے مفتی ... نے جواب دیا ہے کہ سامع کا تعلیم پر کس نے قیاس کیا ہے یعنی اجرت کے جواز کے لئے ... کا قیاس تعلیم پر صحیح نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ قاری اور سامع دونوں کے لئے اجرت صحیح نہیں ... عزیز الرحمٰن کا یہ جواب اور فتویٰ صحیح ہے اسلئے کہ اس مسئلہ میں حکیم الامت اشرف علی تھانوی ... اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے فرماتے ہیں ایک مسئلہ اور ہے اور اس میں مجھ سے غلطی ہو چکی ہے ... ہے کہ میں سمجھا کرتا تھا کہ سامع کو روپیہ لینا جائز ہے میں اس کو تعلیم پر قیاس کیا کرتا تھا لیکن ... سمجھ میں آیا کہ سماعت کو تعلیم میں داخل کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ تعلیم سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ... سامع کے بتلانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور بھولے ہوئے کو بتلانا یہ نماز کی اصلاح ہے اور ... اصلاح نماز عبادت ہے اس لئے قاری کو جائز ہے نہ سامع کو قواعد کلیہ سے یہ دونوں فتوے دیئے ... اگر کسی کو اس کے خلاف جزیہ معلوم ہو تو میں اس سے بھی رجوع کر لوں گا۔

(سلسلہ تبلیغ نمبر ۶۲ وعظ التہذیب نمبر ۱۳ اصلاح نفس کا طریقہ ص ۵۴) واللہ اعلم

بیٹے کو ﴿طلاقی کے بچے﴾ کہنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں-علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں؟

کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کو کہے ﴿دطلاقی بچیہ﴾ یعنی طلاق کے بچے-تو کیا اس کی ماں پر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی حیدر

الجواب وباللہ التوفیق

کسی بچے کو ﴿دطلاقی بچیہ﴾ یعنی طلاق کے بیٹے کے نام سے پکارنا عرف میں گالی گلوچ شمار ہوتا ہے-ایسی صورت میں تو بیوی کو بذات خود طلاق کے لفظ سے نہ خطاب ہے اور نہ بیوی کا طلاق سے تذکرہ ہے-تاہم بچے کے والد کو طلاق دہندہ کی صفت سے یاد کیا جاتا ہے-اس لئے اگر اجنبی کے بچے کو یوں کہا جائے تو اس میں الفاظ سب وشتم کے رہتے ہوئے کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوتی-لیکن خود اپنے بچے کو ﴿طلاقی بچیہ﴾ سے پکارنا محل نظر ہے-اس میں جہاں بچے کو سب وشتم دیا جاتا ہے-وہاں خود اپنے آپ کو طلاق دہندہ کے وصف سے یاد کرنے کی نشاندہی ہوتی ہے-جس میں طلاق کنائی کا احتمال ہے-کیونکہ اس شخص کا اپنی ذات کا طلاق سے اتصاف اس کے دائرہ اختیار میں ہے-لہذا عرف میں مذاکرہ یا غضب کی حالت کو دیکھتے ہوئے قرینہ کی موجودگی کی وجہ سے طلاق کنائی واقع ہو کر بیوی قابل تجدید نکاح ہے-تاہم بار بار کہنے سے دوبارہ طلاق کے وقوع کا احتمال نہیں-کیونکہ ایک دفعہ طلاق دینا باپ کے وصف کے تحقق کے لئے کافی ہے-جیسا کہ پہلے اگر کہیں اس بیوی کو یا کسی دوسری بیوی کو طلاق دے کر یہ شخص طلاق دینے سے موصوف ہو تو ھر ایسے وقت میں توصیف طلاق کے تحقق کی وجہ سے ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی-ہاں اگر یہ قرینہ نہ پایا جاتا ہو اور ان الفاظ کے تلفظ کے وقت نیت نہ ہو-تو پھر یہ الفاظ صرف سب وشتم تک محدود رہتے ہوئے اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی-

والدلیل علی ذالک - والاصل للذی علیہ الفتوی فی زماننا ھذا فی الطلاق بالفارسیۃ انہ اذا کان فیھا لفظ لا یستعمل الافی الطلاق فذالک اللفظ صریح- یقع بہ الطلاق من غیر نیۃ اذا اضیف الی المراۃ وماکان بالفارسیۃ من الالفاظ ما یستعمل فی الطلاق وفی غیرہ فھو من کنایات الفارسیۃ - (الفتاوی الھندیہ ۳۷۹/۱)

کیا عشر زمیندار پر واجب ہے یا مالک پر؟

سوال:-اگر ایک شخص اپنی زمین کسی زمیندار کو اجارہ پر دیدے-تو عشر کس کے ذمہ واجب رہے گا؟ زمیندار ایسی ذمہ داریوں کے نیچے دب جاتا ہے-کہ اس میں اٹھنے کی سکت باقی نہیں رہتی-کیا ایسی صورت میں عشر یا نصف عشر کی ادائیگی میں اس سے کوئی رعایت رکھی جاتی ہے یا نہیں؟

حاجی عبدالحنان خان

خار-باجوڑ

الجواب وبا اللہ التوفیق.

اگر چہ عرف میں مالک زمین جب بھی زمین زمیندار کے حوالے کرے تو لوگ اس کو اجارہ سے تعبیر کرتے ہیں-خواہ اسکے معاوضہ میں مالک کو آمدنی کا کچھ حصہ ملتا ہو یا رقم-لیکن شرعی نقطہ نظر سے اسکی چند صورتیں ہیں-

(۱) مالک اگر زمین کسی زمیندار کو نقد رقم کے معاوضہ پر حوالہ کرے کہ مجھے ایک جریب یا ایک ایکڑ کے عوض ایک ہزار روپے سالانہ ادا کرو گے-تو زمین زمیندار کے حوالہ ہو کر سال بھر استفادہ کا حق

اس کو ملتا ہے۔ مالک کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ شریعت کی اصطلاح میں اجارہ کے نام سے متعارف ہے۔

(۲) اس سے ملتی جلتی صورت یہ بھی ہے کہ کبھی اجارہ نقد رقم کی بجائے جنس کی شکل میں ہوتا ہے۔ یعنی ایک من گندم کے عوض جریب زمین دیجاتی ہے۔ اس میں اجرت کی ادائیگی اگرچہ جنس سے ہے۔ لیکن پھر بھی زمین کی آمدنی سے اس کا براہ راست تعلق نہیں رہتا۔ ان دونوں صورتوں کے بارے میں علاقائی حالات یعنی ماحول کے حوالے سے یکسانیت مشکل ہے۔ جہاں کہیں معاشی حالات بہتر ہوں اور زمین زیادہ ہو۔ تو لوگ زمین حوالہ کرتے وقت چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ جس سے زمیندار کو زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ مالک زمین کی آمدنی زمیندار کی نسبت سے کم ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک جریب کے معاوضہ میں اگر مالک کو ہزار روپے دیئے جاتے ہیں۔ تو زمیندار اس سے دس ہزار کی آمدنی حاصل کرتا ہے۔ ہمارے ان علاقوں کا ماحول اس کے قریب ہے کہ زمین سے مالک زمین کا بالذات تعلق نہیں ہوتا ہے۔ براہ راست آمدنی زمیندار کو ملتی ہے۔ ایسی صورت میں زمیندار کو عشر یا نصف عشر کا ذمہ دار ٹھہرانے میں کوئی نا قابل تحمل بوجھ بھی اس پر نہیں آتا ہے۔ اس لئے زمیندار ہی کے ذمے واجب ہے۔ کہ وہ آمدنی کا عشر یا نصف عشر ادا کرے۔ حضرت مولانا اشرف تھانویؒ کا میلان بھی اس طرف ہے۔ ہاں اگر جہاں کہیں معاشی حالات ایسے ہوں کہ زمیندار پر عشر یا نصف عشر کی ذمہ داری ڈالنے میں نا قابل برداشت بوجھ ڈالنے کا خطرہ ہو، مالک کے ہاتھ سے زمیندار کا استحصال ہوتا ہو۔ تو پھر مالک ہی اسکی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔ ایسی صورت میں یوں سمجھا جائے گا۔ کہ زمین کی آمدنی براہ راست مالک کو دی جاتی ہے۔

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں۔

" لو اجر الارض العشرية فالعشر عليه من الاجرة كما فى التاتارخانية وعند هما على المستاجر ردالمختار على درالمختار ۳/ج ص ۲۷٦

ترجمہ: اگر عشر زمین اجارہ پر دی تو امام صاحب کے نزدیک عشر اجرت سے ادا ہوکر مالک زمین

…ے لیا جائیگا۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک زمیندار پر ہے۔

(۳) تیسری صورت مزارعت کی ہے۔ جہاں بٹائی سسٹم پر زمین حوالہ ہوتی ہے۔ یعنی مزارعت …نصف یا الربع ہوکر آمدنی میں مالک اور زمیندار دونوں براہ راست شریک ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہر ایک اپنے اپنے حصے کے عشر یا نصف عشر کی ادائیگی کا پابند رہیگا۔

افضل

دوپہر کا سونا جو اتباع سنت کی نیت سے واقع ہو، کروڑوں شب بیداریوں سے افضل اور زکوۃ کا ایک پیسہ خرچ کرنا سونے کے پہاڑ خرچ کردینے سے جو اپنی طرف سے ہو، افضل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

ختم بخاری شریف

مخدوم العلماء استاذ المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں- آپ ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ فاروقیہ کراچی کے بانی و مہتمم، مدارس دینیہ کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور ملک کے مایہ ناز شیخ الحدیث ہیں- آپ کی نفحات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور کشف الباری شرح بخاری ان کتابوں کی بے نظیر شرحیں، علمی حقوں پر آپ کا عظیم احسان ہیں- کئی عشروں سے علوم دینیہ خصوصاً احادیث نبویہ کی عظیم الشان خدمت کے علاوہ مدارس دینیہ کے تحفظ و بقاء کے لئے آپ کا مجاہدانہ کردار تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا- حضرت نے باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے ہم پر بلکہ اہل پشاور پر بڑا احسان فرمایا- ۲۸ اگست ۲۰۰۵ء کو جامعہ کی ختم بخاری کی تقریب میں تشریف لائے- ختم بخاری شریف کی تقریر اور آپ کے ارشادات آپ ہی کے الفاظ میں نذر قارئین ہیں-

(ادارہ)

الحمد لزله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره ونتوكل عليه ونعوذ باالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا – من يهدالله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له – ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا و شفيعنا و حبيبنا و مولانا محمد اعبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وسلم تسليماً كثيراً كثيراً

اما بعد فبالسند المتصل منا الى الامام الهادى الحجة امير المؤمنين فى الحديث ابى عبدالله محمد ابن اسماعيل بن ابراهيم بن مغيرة بن بردزبه بن بدزبه الجوفى البخارى رحمه الله تعالى – ونفعنا بعلومه امين – قال باب قول الله عزوجل ونضع الموازين القسط ------الخ

بخاری شریف کے اس آخری باب کا بیان مختصر انداز میں آپکے سامنے عرض کیا جائیگا- اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو عرض کرنے کا ارادہ ہے- آپ دعا فرمائیں- کہ اللہ تبارک و تعالی اخلاص کیساتھ صحیح صحیح بات کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں-

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جامعہ عثمانیہ پشاور یہ آپ کے پورے صوبہ سرحد کا ایسا ممتاز ادارہ ہے کہ جسکی نظیر اس صوبے میں موجود نہیں ہے- یہ بات بربنائے حسن ظن یا ادارے کے ذمہ داروں کی روایات کی بنیاد پر عرض نہیں کی جارہی- اس میں کسی حسن ظن کا دخل نہیں اور اسمیں کسی ادارے کے مہتمم، ناظم، مدرس، طالبعلم کی روایت کا دخل نہیں- یہ بات اس لیے عرض کی جارہی ہے کہ وفاق المدارس کے جو امتحانات ہوتے ہیں- ان امتحانات کے نتائج ہمارے سامنے رہتے ہیں- اور ان نتائج کے حوالے سے یہ بات بلا تکلف کہی جاسکتی ہے- کہ اس ادارے کے نتائج انتہائی قابل رشک ہوتے ہیں- اور ایسے قابل رشک نتائج صوبہ سرحد میں کسی ادارے کے نہیں- اور یہ روایت یعنی نتائج کا انتہائی قابل رشک ہونا یہ ایک سال کی بات نہیں، یہ دو سال کی بات نہیں یہ کئی سال سے مسلسل یہی صورتحال ہمارے سامنے آتی ہے- دوسرے مدارس کے نتائج بھی سامنے ہوتے ہیں- اور سرحد کے پورے ملک کے نتائج ہمارے سامنے ہوتے ہیں- تو ان نتائج کے حوالے سے یہ بات میں نے آپ سے عرض کی- ایک بات تو یہ ہوگئی-

دوسری بات یہ ہے- مجھے معلوم بھی ہے لیکن یہ کہ یہ تعیین پہلے سے معلوم نہیں تھی- مفتی صاحب نے ابھی یہ فرمایا کہ ادارے کی عمر تیرہ سال ہے- آپ کو معلوم ہے کہ لڑکا بارہ سال میں بالغ ہوسکتا ہے- اور لڑکی نو سال میں بالغ ہوسکتی ہے- تو اس لئے یہ ادارہ قبل البلوغ ہی بالغ ہوگیا- یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے بارے میں علماء کو معلوم ہے کہ وہ اپنے والد سے کل بارہ سال چھوٹے تھے- بہرحال عرض یہ کرنا ہے- کہ اللہ تعالی نے اس ادارے کو بڑی اہمیت عطا فرمائی ہے- ہمارے تمام ادارے ہمارے ہیں- ہم ان کی بھلائی چاہتے ہیں- ہم ان کی ترقی

چاہتے ہیں-لیکن یہ انصاف کے خلاف ہے کہ اگر ان اداروں میں کوئی ادارہ امتیازی حیثیت رکھتا ہو تو اس کی اس امتیازی حیثیت کو ذکر نہ کیا جائے-کسی ادارے سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں-سب اداروں کو ہم اپنا ادارہ سمجھتے ہیں-ان کی ترقی کے خواہاں ہیں-ان کی حفاظت کے لئے کوشاں ہیں-اور ان کی ترقی اور حفاظت کے لئے دعائیں کرتے ہیں-لیکن یہ کہ جو امتیاز جامعہ عثمانیہ کو حاصل ہے-اس امتیاز کو ذکر نہ کرنا-اور بیان نہ کرنا، یہ ناانصافی ہے-اور یہ ہم اس لئے بھی بیان کررہے ہیں-تاکہ دوسرے اداروں کو بھی شوق پیدا ہو-کہ بھائی وہ کیا طریقہ کار ہے؟ جس طریقے کی بناء پر جامعہ عثمانیہ کے نتائج اتنے قابل رشک ہوتے ہیں-ایسے امتیازی ہوتے ہیں کہ صدر وفاق کو بھی اس پر تعجب اور حیرت ہے-تو دوسرے اداروں کے لئے بھی یہ بات گویا قابل تقلید ہونی چاہیے-اور ان کو اپنے اداروں میں اس کا اہتمام کرنا چاہیے-

مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب جو اس مدرسے کے بانی بھی ہیں-اور مہتمم بھی ہیں-وہ تو میرے لئے محترم ہیں ہی-لیکن یہ کہ مولوی حسین احمد صاحب جو یہاں ناظم کے فرائض انجام دیتے ہیں-وہ میرے عزیز بھی ہیں اور وہ میرے دوست بھی ہیں-اور وہ میرے محسن بھی ہیں-تو ان کے عزیز ہونے کی بناء پر ان کے دوست ہونے کی بناء پر ان کے محسن ہونے کی بناء پر میں نے اپنے موجودہ حالات کے باوجود ان کی اس دعوت کو قبول کیا-اور یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا-اس کے بعد میں بخاری شریف کے اس باب کے حوالے سے کچھ مختصر سی باتیں آپ سے عرض کروں گا-اور اس کے بعد پھر دوسرے امور پر بھی کچھ گفتگو ہوگی-

امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا-باب قولہ ﴿ونضع الموازين القسط ليوم القيمة﴾ یہ ترجمہ امام بخاریؒ نے کتاب الایمان میں قائم نہیں کیا-یہ ترجمہ امام بخاریؒ نے ﴿ابواب الرقاق﴾ میں قائم نہیں کیا-مسئلہ عقیدے کا تھا تو اس لئے ﴿کتاب الایمان﴾ اس کے لئے موزوں ہے-اور چونکہ اس سے آدمی کو تنبیہ ہوتی ہے-کہ وہ اپنے اعمال کو صحیح اور درست

رکھے تا کہ آخرت میں اس کے لئے جزا کا فیصلہ ہو-سزا کا فیصلہ نہ ہو-اس اعتبار سے اس کی مناسبت ﴿ابواب الرقاق﴾ کے ساتھ بھی تھی-لیکن امام بخاریؒ نے اس باب کو کتاب کے بالکل آخر میں بیان فرمایا ہے-اس حوالے سے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کے جو اعمال، زندگی میں جو آپ کام کرتے ہیں-سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں کروڑوں نہیں، اربوں کے انسان اپنی ساٹھ سال ستر سال کی عمر میں کرتا ہے-تو امام بخاریؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس زندگی بھر کے اعمال کا انجام کیا ہے؟ ان زندگی بھر کے اعمال کا اختتام کیا ہے؟ تو اس انجام کو اور اختتام کو چونکہ بیان کرنا ہے-وہ اختتام یہ ہے کہ ان کا وزن ہوگا-باقاعدہ میزان لائی جائے گی-اور اس وزن کے ذریعے سے پھر فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ آدمی جزاء کا مستحق ہے یا سزا کا-تو چونکہ یہ انجام ہوتا ہی آخر میں ہے-تو یہ اختتام چونکہ آخیر میں ہوگا تو اس کے لئے امام بخاریؒ نے کتاب الایمان کی بجائے اور ابواب الرقاق کی بجائے اپنی کتاب کے آخر میں اس باب کو بیان فرمایا-

اس کے بعد پھر یہ سمجھئے کہ امام بخاریؒ یہاں معتزلہ کی تردید فرمارہے ہیں-معتزلہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اعمال کا وزن نہیں ہوگا-اس وزن کے لئے ترازو استعمال نہیں کی جائے گی-یہ لوگ عقل پرستی کا شکار ہیں-اور عقل پرستی کے نتیجے میں روایات کا بے تکلف انکار کردیا کرتے ہیں-اور یہ کہ تاویل کی طرف دوڑتے ہیں-قرآن کریم کی آیات میں تاویل کرتے ہیں-تو انہوں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام انسانوں کے تمام اعمال سے بہت اچھی طرح واقف ہیں-اور جزا اور سزا کا فیصلہ کرنے کے لئے اس واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے-سو اللہ تبارک وتعالیٰ کو چونکہ واقفیت ہے-لہذا وہ اپنے علم کی بناء پر جزاء اور سزاء کا فیصلہ فرمادیں گے-اور یہ جو قرآن کریم میں آیات آئی ہیں جن کے اندر وزن کا اور میزان کا ذکر ہے-ان کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کنایہ عدل سے ہے-یہ مراد نہیں ہے کہ حقیقت میں ترازو ہوگی اور یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں اعمال کو تولا جائے گا-اور وزن کیا جائے گا-بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

Scanned with CamScanner

وہاں جو فیصلہ جزاء یا سزا کا کریں گے- وہ مبنی ہوگا، عدل اور انصاف پر- اس لئے کہ ترازو اور وزن کا استعمال عدل ہی کے لئے ہوا کرتا ہے- اور انصاف کے لئے ہی ہوا کرتا ہے- تو چونکہ وہ استعمال عدل کے لئے ہے- اس لئے عدل مراد ہے- وہ استعمال چونکہ انصاف کے لئے ہے- لہذا انصاف مراد ہے- ایک تو انہوں نے یہ بات کہی ہے -

دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ بھئی ! اعمال تو وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ ختم ہوتے رہتے ہیں- اور وزن کرنے کے لئے کسی شئی کا موجود ہونا ضروری ہے- آپ اگر کسی چیز کو وزن کریں گے تو جب ہی تو کریں گے- جب وہ موجود ہوگی- اور اعمال تو وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتے ہیں- موجود نہیں رہتے- پھر ان کا وزن کیسے ہوگا- اس لئے کہا جائے گا کہ عدل و انصاف مراد ہے- حقیقت میں وزن کرنا مراد نہیں ہے- اور حقیقت میں ترازو کو استعمال کرنا مراد نہیں ہے-

تیسری بات جو ان کو غلط فہمی کا سبب بنی کہ وہ کہتے ہیں کہ بھئی ! وزن کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ جس چیز کو وزن کیا جائے، اس کا اندازہ لگایا جائے- اس کی کوئی جسامت ہو- اس کا کوئی حجم ہو اور اعمال جو ہیں، ان کا کوئی جسم تو نہیں ہوتا اور ان کا کوئی حجم تو نہیں ہوتا- اور جب ان کا جسم ہی نہیں ہے اور حجم ہی نہیں ہے تو ان کا اندازہ لگانا وزن کے ذریعے، یہ کیسے ممکن ہے؟

اس بناء پر انہوں نے گویا یہ فیصلہ کیا کہ نہ وہاں میزان ہوگی۔ اور نہ وہاں پر وزن کیا جائیگا - بلکہ اس کا مطلب فقط یہ ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالی کا فیصلہ اپنے بندوں کیلئے عدل اور انصاف کے مطابق ہوگا۔ آپکو معلوم ہے- قرآن مجید کی آیت ہے- ونضع الموازین القسط لیوم القیمة ''موازین میزان کی جمع ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ہم ترازو استعمال کریں گے تو جب ترازو استعمال کریں گے تو ظاہر ہے کہ وزن ہوگا۔ ترازو کا استعمال تو وزن ہی کیلئے ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ واضح" والوزن یومئذ الحق '' قرآن مجید میں موجود ہے- قرآن مجید نے فیصلہ کیا ہے کہ وزن جو ہے وہ بالکل حق ہے- درست ہے- وہ ہوگا- فمن ثقلت موازینہ

[ا]ولئک ھم المفلحو ن جن لوگوں کے اعمال کا وزن، اعمال خیر کا وزن زیادہ ہوگا- وہ [کامی]اب ہو جائیں گے۔ ﴿ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا﴾ اور جن [لوگو]ں کے اعمال صالحہ کا وزن کم ہوگا۔ وہ خسارے اور نقصان میں ہونگے ۔ تو ان آیات کی [موجو]دگی میں اور بھی کئی آیتیں ہیں ۔ جنکے اندر وزن کا ذکر کیا گیا ہے ۔ تو انکی موجودگی میں [اہل سن]ت والجماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ وھاں میزان ہوگی اور وزن ہوگا۔ باقی یہ کہنا کہ صاحب! اللہ [تعالی] تو تمام انسانوں کے اعمال سے خوب اچھی طرح واقف ہیں- فیصلہ کرنے کیلئے جس علم اور [...]ن کی ضرورت ہوتی ہے- وہ اللہ کو حاصل ہے- لھذا ترازو کی کیا ضرورت ہے۔ اور وزن کی [...] ضرورت ہے۔ ترازو اور وزن کا استعمال تو علم حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ اللہ کو تو پہلے ہی [عل]م ہے- تو اس کا جواب یہ ہے- کہ یہ ٹھیک ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالی تمام [انسانو]ں کے اعمال سے باخبر ہے اور وہ فیصلہ عدل وانصاف کے مطابق ہی کرتا ہے۔ لیکن سوال یہ [...] اللہ تبارک وتعالی بندوں پر اتمام حجت کے لئے ترازو کا استعمال کرائیں اور اعمال کا وزن [کرک]ے یہ دکھائیں کہ دیکھو کہ ان کے یہ اعمال صالحہ زیادہ ہیں لہذا انکے لیے جنت کا فیصلہ کیا گیا [...] اور ان کے اعمال منکرہ اور معاصی زیادہ ہیں ۔ اسلئے ان کے واسطے جنت کا فیصلہ نہیں کیا گیا [...] اتمام حجت ہو جائے اور بندوں کو یہ دکھلا دیا جائے کہ یہ فیصلہ اس بنیاد پر کیا جا رہا ہے- تو [اس میں] خرابی کیا ہے؟ اس میں قباحت کیا ہے؟ البتہ اللہ تبارک وتعالی فیصلہ کریں گے- اپنے علم کے [...]ت بغیر وزن کے، بغیر ترازو کو استعمال کیے- تو اتمام حجت تو نہیں ہوگا - بندوں پر اتمام حجت [کی ص]ورت تو یہی ہے کہ ان کو دکھا دیا جائے کہ یہ ترازو ہے- یہ تمہارے اعمال ہیں- ان کو ہم وزن [کر رہ]ے ہیں- اور وزن کرنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ ان کے نیک اعمال زیادہ ہیں- لہذا ان [کے] لئے جنت کا فیصلہ کر دیا گیا - اور ان کے اعمال اچھے زیادہ نہیں ہیں- تو ان کے لئے جنت کا [فیصلہ] نہیں کیا گیا-

اب اس کے بعد یہ بات آپ کو معلوم ہوگی اور یقیناً معلوم ہوگی کہ جن لوگوں کے نیک

اعمال زیادہ ہوں گے-تو ان کے لئے جنت کا فیصلہ ہو جائے گا-لیکن جن لوگوں کے گناہ زیادہ ہوں گے-وہ تحت المشیت داخل ہوں گے-ان کے لئے یکدم جہنم کا فیصلہ نہیں ہوگا-جن لوگوں کے معاصی زیادہ ہوں گے-جن لوگوں کے گناہ زیادہ ہوں گے-اور نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا-اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا-تو ان کے لئے جہنم کا فیصلہ یکدم نہیں ہوگا-بلکہ ان اہل ایمان کو تحت المشیت داخل کرایا جائے گا-اور یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی جن کے لئے یہ چاہیں گے کہ ان کو دوزخ میں بھیج دیا جائے اور وہاں ان کے لئے گناہوں کی الائش ختم ہو جائے-تو وہاں سے نکال کر ان کو جنت میں لے جایا جائے-تو ایسے لوگ دوزخ میں بھیج دیے جائیں گے-اور جن کے لئے اللہ تبارک وتعالی یہ فیصلہ کریں گے کہ ان کو دوزخ میں نہ بھیجا جائے-بغیر دوزخ کے ان کو براہ راست جنت میں بھیج دیا جائے-تو ایسے لوگوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہوگی-آپ کو یاد ہوگا ترمذی میں ایک ﴿حدیث بطاقہ﴾ آئی ہے-آپ نے وہ پڑھی ہے-اس کے اندر یہ ہے کہ ایک آدمی لایا جائے گا-اور اس کے گناہوں کے دفتر حد نظر تک پھیلے ہوں گے-اور یہ سمجھ رہا ہوگا کہ میرے جہنم کا فیصلہ یقینی ہے-لیکن اللہ تبارک وتعالی فرمائیں گے کہ ہمارے ہاں ظلم نہیں ہوتا-لہذا تمہاری ایک نیکی بھی ہے-اور وہ ایک پرچے پر لکھی ہوئی ہے-وہ نیکی لائی جائے گی-اور ان گناہوں کے دفتروں کے ساتھ اس کو وزن کیا جائے گا-چنانچہ ایک بطاقہ لایا جائے گا-جس کے اوپر کلمہ لکھا ہوا ہوگا-تو وہ بندہ کہے گا-﴿ماهذه البطاقه مع هذه السجلات﴾ ان دفتروں کی موجودگی میں اس ایک پرچی سے میرا کیا فائدہ ہوگا؟ اس ایک پرچی کی وجہ سے مجھے کیا نفع حاصل ہوگا-اتنے گناہوں کے دفتروں کی موجودگی میں یقینی طور پر یہ پرچی کارآمد نہیں ہوگی-اللہ فرمائیں گے نہیں! ہم وزن کریں گے-

اب معتزلہ کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی - ان کے ذہن میں یہ حقیقت نہیں آئی-اللہ تبارک وتعالی یہاں اس پرچی کو ایک پلڑے میں رکھوائیں گے-اور جناب! وہ سجلات اور دفتر کے دفتر گناہوں کے دوسرے پلڑے میں رکھوائیں گے-اور وزن کیا جائے گا-تو ﴿فطاشت

السجلات و ثقلت البطاقه﴾ وہ دفتر کے دفتر اچھل جائیں گے-اور وہ ایک پرچی جس میں کلمہ لکھا ہوا ہے وہ بھاری ہوگی اور ظاہر ہے-کہ نیکی کا پلڑا جھک گیا-لھذا جنت کا فیصلہ اس کیلئے ہو جائیگا-علماء نے یہ کہا ہے-کہ یہ کلمہ کونسا ہے کہ جس کی بنیاد پر اللہ تبارک وتعالی نے اس آدمی کیلئے اتنے گناہوں کے باوجود جنت کا فیصلہ کیا اور یہ پرچی کلمے کی بھاری ہوگئی-تو لکھا یہ ہے کہ آدمی انتقال کے وقت جو کلمہ پڑھتا ہے-وہ کلمہ اس پرچی کے اندر لکھا ہوا ہوگا-

اسی لئے آپ نے سنا ہوگا اور اہل علم جانتے ہیں کہ جب نزع کی کیفیت شروع ہوتی ہے-تو کلمے کی تلقین کی جاتی ہے-تو اب اس وقت آدمی جتنے اخلاص کیساتھ اور جتنے خوف وعاجزی کیساتھ اس کلمہ کو پڑھتا ہے-اس کے مطابق اس کیساتھ معاملہ کیا جاتا ہے اور یہ بھی آپکو معلوم ہوگا-اور یاد رکھنا چاہیے کہ کلمہ کی تلقین کا طریقہ یہ نہیں ہے-کہ جب آدمی کی موت کا وقت ہو تو اسے مجبور کیا جائے کہ وہ کلمہ زبان سے پڑھے نہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اسکے پاس بیٹھ کر آواز سے جسکو وہ بآسانی سن سکے، کلمے کا ورد کریں، تھوڑی دیر-اور اسکے بعد میں پھر چھوڑ دیں-آپ کے اس ورد کی بنیاد پر اس مؤمن کو اللہ تبارک وتعالی کلمے کی توفیق عطا فرمائیں اب وہ زبان سے پڑھے یا دل میں پڑھے-یہ کافی ہوتا ہے-اور یہ اصرار کرنا کہ وہ کلمہ زبان سے پڑھے-یہ بہت غلط ہے-ایسا نہیں کرنا چاہیے-

بہرحال یہ اخیر وقت کا کلمہ کن لوگوں کو نصیب ہوگا؟ یہ بھی آپ سن لیں! یہ ان لوگوں کو نصیب ہوگا کہ جن کو اللہ تعالی کے ذکر کی عادت ہو-اور اللہ کے ذکر کی عادت وہ مختلف طریقوں سے ہے-

ایک تو یہ ہے کہ آپ اللہ، اللہ کا ورد کریں، کلمے شریف کا ورد کریں، استغفار کا ورد کریں، اور درود شریف کی عادت ڈالیں، قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا روز اور شب کا مشغلہ بنائیں- یہ تمام کی تمام چیزیں اللہ کے ذکر کی صورتیں ہیں-اور یہ بھی ہے کہ آپ نیند سے بیدار ہوتے ہیں-تو نیند سے بیدار ہونے کے وقت جو ذکر حدیث میں آیا ہے آپ وہ پڑھ لیں-جب آپ

Scanned with CamScanner

سونے کا ارادہ کریں گے تو اس وقت کے لئے بھی حدیث میں ذکر آیا ہے- وہ ذکر آپ کریں- جب آپ بازار میں جائیں تو اس کے لئے بھی ذکر آیا ہے- آپ وہ ذکر کریں- جب آپ قضائے حاجت کے لئے جائیں تو اس کے لئے بھی ذکر ہے- وہ آپ ذکر کریں- جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئیں- تو اس کے لئے بھی ذکر ہے- آپ وہ ذکر کریں- آپ اپنے گھر میں داخل ہو رہے ہیں- اس کے لئے بھی ایک ذکر ہے- جب آپ گھر سے باہر جا رہے ہیں- تو اس کے لئے بھی ایک ذکر ہے- آپ سفر میں جا رہے ہیں- اس کے لئے بھی ایک ذکر ہے- جب آپ واپس سفر سے آ رہے ہیں- اس کے لئے بھی ذکر ہے- سواری پر آپ بیٹھ رہے ہیں- اس کے لئے بھی ذکر ہے-

اور علماء جانتے ہیں اور اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے کہ جب آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں- تو اس کے لئے بھی ذکر ہے- تو یہ مختلف اوقات کے جواذ کار روایات کے اندر آئے ہیں- اگر ان کی عادت ڈال دی جائے تو وہ آدمی بھی ﴿الـذاکـریـن الله کثیراً﴾ میں داخل ہے- اور ﴿یاایھاالذین امنوا اذکروا الله ذکراً کثیراً﴾ کا وہ مصداق ہے تو بہر حال اللہ کے ذکر کی عادت ہونی چاہیے- اور اللہ کے ذکر کی عادت ہوگی تو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ کلمہ نصیب ہوگا اور اگر کلمہ نصیب ہوگا تو گویا مغفرت کی اور بخشش کی وہ ایک دستاویز آپ کے لئے بن جائے گا-

یہاں امام بخاریؒ نے معتزلہ کی تردید کی ہے- تو ایک بات تو میں نے بتائی جو ان کو مغالطہ ہوا تھا کہ اللہ تو عالم ہے- اور اس کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوتا ہے- تو اس کو ترازو استعمال کرنے کی اور وزن کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے انہوں نے کہا کہ یہ کنایہ عدل سے ہے- ہم نے عرض کر دیا کہ ٹھیک ہے- لیکن بندوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے اگر یہ وزن کا طریقہ اختیار کیا جائے تو اس میں حسن موجود ہے- اس کے اندر معقولیت موجود ہے- اس لئے اس کا انکار مناسب نہیں-

دوسری بات انہوں نے یہ کہی تھی کہ اعمال وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتے ہیں- آپ دیکھ لو- کہ اعمال وجود میں آنے کے ساتھ کہیں بھی ختم نہیں ہوتے- یہ گفتگو جو اس وقت ہو رہی ہے- یہ زبان کا ایک عمل ہے- اور ٹیپ کے ذریعے یہ محفوظ ہو رہا ہے- اور یہ ختم تو نہیں ہوتا- آپ نماز پڑھتے ہیں- قیام کرتے ہیں، رکوع کرتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں، قعدہ کرتے ہیں، تو مووی کے ذریعے سے آپ کی حرکتیں بھی محفوظ کر لی جاتی ہیں- اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں کو یہ استعداد عطا کی کہ وہ ان اعمال کو محفوظ کر لیتے ہیں- تو پھر اللہ کیا خود اس پر قادر نہیں ہے کہ ان اعمال کا وزن کرے- یہ ان کی بات جہالت کی بات تھی- اور آج قدم قدم پر اس کی تردید ہو رہی ہے- اور مشاہدہ میں آ رہی ہے-

تیسری بات انہوں نے یہ کہی تھی کہ صاحب! اندازہ کرنے کے لئے حجم کی اور جسم کی ضرورت ہے یہ بھی غلط ہے- آدمی کو بخار ہوتا ہے- تو بخار کی حرارت کا اندازہ کرنے کے لئے تھرمامیٹر کافی ہوتا ہے- وہاں تو ظاہر ہے کہ اس حرارت کا کوئی جسم نہیں اور اس کا کوئی حجم نہیں ہے- لیکن اس کا اندازہ ایک معمولی سی مشین کے ذریعے ہو جاتا ہے- اس کے بعد امام بخاریؒ نے یہاں "الموازین القسط" میں "القسط" کا لفظ نقل کیا ہے- یہ موازین کی صفت ہوگا- اگر "القسط" کو "مقسط" کے معنی میں آپ لیں اور اگر مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے- تو اس لئے اگر آپ اس کو اس مقسط کے معنی میں لیں- تو یہ صفت بن جائے گا- اور اگر آپ اس کو مصدر ہی رکھیں تو مفعول لہ ہو جائے گا- اور لاجل القسط کے معنی ہو جائے گا- ﴿موازین﴾ میں راجح یہی ہے کہ میزان کی جمع ہے- اگرچہ بعض حضرات نے اس کو موزون کی جمع قرار دیا ہے-

اس کے بعد پھر یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موازین جمع کا صیغہ ہے- تو آیا وہاں بہت سے ترازو استعمال کی جائیں گی- تو ایک جماعت کی رائے تو یہ ہے- کہ ترازو ایک ہی ہوگی- جمع کا صیغہ محض اس کی عظمت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیا- حضرت عبداللہ بن عباس

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کے آثار میں یہ نقل ہوا ہے- کہ وہ ترازو اتنی بڑی ہوگی کہ اس کے ایک پلڑے میں سارے آسمان اور زمین اور ان کے اندر جو مخلوق ہے- وہ اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو مخلوق موجود ہے وہ رکھی جائیں- تو اس پلڑے میں اس کی گنجائش ہوگی اب اتنی بڑی ترازو آپ اندازہ لگا لیجئے کہ اس کی عظمت کا کیا حال ہوگا- اس کی عظمت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے جمع کا صیغہ لایا گیا- قرآن کریم میں آپ روز پڑھتے ہیں- اللہ تبارک تعالی کے لئے جمع کا صیغہ استعمال ہوتا ہے- تو وہ تو ایک ہی ہے لیکن عظمت کے اظہار کے لئے جمع کا صیغہ لایا جاتا ہے- ایسا ہی یہاں بھی ہے-

اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ نہیں، ایک ترازو نہیں ہوگی- اعمال کی بہت سی اقسام ہیں- اعضاء و جوارح سے جو اعمال ہوتے ہیں- وہ بہت اقسام کے ہیں- اور قلب کے اعمال ہیں- ان کی بھی بہت سی قسمیں ہیں- تو ہر ایک قسم کے لئے علیحدہ علیحدہ ترازو کا استعمال ہوگا- اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا- ﴿لیوم القیمة﴾ لام کو اگر آپ فی کے معنی میں لیں تو ﴿فی یوم القیمة﴾ ترجمہ ہوگا- لام کو اگر آپ توقیت کے لئے لیں تو ﴿لوقت یوم القیمة﴾ ترجمہ ہوگا- اگر لام کو آپ تعلیل کے لئے لیں تو لحساب یوم القیمة کا ترجمہ ہوگا- فی کے معنی میں ہو تو ﴿فی یوم القیمة﴾ توقیت کے لئے ہو تو ﴿لوقت یوم القیمة﴾ تعلیل کے لئے ہو تو لحساب یوم القیمة یہ ترجمہ ہوگا-

اس کے بعد پھر امام بخاریؒ نے وان اعمال بنی آدم وقولهم یوزن ... ہے- اس میں اعمال جمع ہے- اور قول مفرد ہے اور دوسرے نسخے کے اندر اعمال بھی جمع ہے- اقوال بھی جمع ہے- اعمال اور اقوال دونوں جمع ہوں تو کوئی اشکال نہیں ہوتا- لیکن ایک جمع ہو اور ایک مفرد ہو تو اشکال ہوتا ہے- تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے- کہ اعمال چونکہ مختلف اعضاء سے وجود میں آتے ہیں- اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کر لیا گیا- اور قول صرف زبان سے ادا ہوتا ہے- اور وہ ایک ہی ہے- اس لئے اس کے واسطے مفرد کا صیغہ لایا گیا- اس کے بعد پھر ...

... اعمال بنی آدم میں بنی آدم سے کون حضرات مراد ہیں- حضرات انبیاء علیہم السلام اس میں داخل نہیں- وہ وزن سے مستثنی ہیں- ان کے دخول جنت کے لئے وزن کی ضرورت نہیں- اسی طرح ستر ہزار انسان بھی بلا وزن جنت میں داخل ہوں گے- جیسے کہ آپ نے بخاری شریف میں حدیث پڑھ چکے ہو-

بنی آدم تو وہ بھی ہیں لیکن یہ کہ وہ گویا وزن سے مستثنی ہیں- اور ان کو جنت میں جانے کے لئے اعمال کے وزن کی ضرورت نہیں- اور جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- کہ ستر ہزار اہل ایمان ایسے ہوں گے- کہ ان کے اعمال کا وزن نہیں کیا جائے گا- ان ستر ہزار کی جو صفت آپؐ نے بیان کی ہے- اور ان کی جو شناخت آپؐ نے ارشاد فرمائی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ان کا اللہ کی توحید پر اعلی درجے کا ایمان ہوگا- اور اللہ کے اوپر ان کا توکل بے مثالی ہوگا- تو ان کا توحید کے اوپر ایمان اور اللہ کے اوپر توکل کا اعلی مقام وہ اس بات کا متقاضی ہوگا کہ وہ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے اور بغیر وزن اعمال کے بھیج دیے جائیں گے- اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان ستر ہزار کے ساتھ اور اہل ایمان کا بھی اضافہ کر دیا جائے گا- جس طرح سے جنت میں بغیر حساب و کتاب کے جائیں گے- اسی طریقے سے دوسرے جو ان کے ساتھ ملحق ہوں گے- وہ بھی بغیر حساب و کتاب کے جائیں گے- تو یہ تو ہو گیا- اب اس کے بعد کئی دوسرے لوگ ماوشما جو اہل ایمان ہیں- ان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا- میں نے آپ سے عرض کر دیا تھا کہ اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے تو جنت اور اگر گناہوں کا بھاری ہے تو پھر وہ تحت المشیت ہوں گے- اور اللہ تبارک وتعالی ان میں سے جن کے لئے چاہیں گے- ان کو براہ راست جنت میں بھیج دیں گے- اور جن کو گویا تزکیے کی خاطر جہنم کے اندر بھیجنا چاہیں گے- ان کو جہنم میں بھیج دیا جائے گا- اور جب ان کے گناہوں کی آلائش ختم ہو جائے گی تو پھر ان کو جنت میں لے جایا جائے گا- بزرگوں نے کہا ہے کہ وہاں جنت کے اندر تزکیے کے لئے آگ دی جائے گی- اب چاہے آدمی دنیا میں اپنا تزکیہ کرا لے اور یہاں تزکیہ ہو تو پھر وہ براہ

Scanned with CamScanner

راست جائے گا۔اور اگر یہاں نہیں ہوگا۔تو اس کے امکانات خاصے موجود ہیں۔تو پھر تزکیے کیلئے وہ اس تھوڑے دن کیلئے جائے گا۔

اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کفار کا کیا معاملہ ہوگا۔؟ ایک جماعت کی رائے یہ ہے۔کہ کفار بغیر وزن اعمال کے کفر کی بناپر براہ راست جہنم کے اندر بھیج دیے جائینگے۔

دوسری ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ کفار کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم ان کفار کی ہے۔ جو کفر بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کیلئے موزی بھی ہیں۔اور ان کے اندر ظلم وستم کی کاروائیاں گویا رات دن جاری رہتی ہیں۔ایسے کفار جو ہونگے انکو گویا انکے اعمال کو جب ایک پلڑے میں رکھا جائے گا- بھلائی تو کوئی ہے ہی نہیں- برائیاں ہی برائیاں ہیں-کفر کیساتھ، تو فیصلہ جہنم کا واضح طور پر ہو جائیگا۔اسلئے کہ برائیوں کا پلڑا جھک جائیگا- اور جو دوسرا پلڑا ہے۔ اسمیں کوئی نیکی نہیں۔اور دوسرے وہ کفار ہیں - جو کفر کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اچھے کام بھی کرتے ہیں۔آپ نے پڑھا حضرت، حکیم بن حزام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا تھا۔کہ حضرت! میں زمانہ جاہلیت میں اسلام لانے سے پہلے غلام آزاد کیا کرتا تھا۔ صلہ رحمی کیا کرتا تھا- اپنے اچھے اعمال کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا- ﴿اسلمت علی ما اسلفت من خیر﴾ اسلمت علی ما اسلفت من خیر کے دو معنی آپ نے پڑھے ہیں۔ ایک معنی تو یہ کہ انہی بھلائیوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام کی توفیق ملی۔اور ایک مطلب اس کا یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد بھلائیوں کا بھی اعتبار ہوگا۔تو بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ یہ کفار جنکے اعمال میں بھلائیاں بھی ہیں۔اور کفر بھی ہے-تو یہ بات آپ اپنے ذھن میں گویا یقینی طور پر مستحکم کر لیں کہ کفر کیساتھ جتنی اچھائیاں بھی ہوں۔وہ نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتیں جب کفر ہوگا۔تو کفر کیساتھ خواہ کتنے بھی اچھے اعمال اور ہوں۔خلو دفی النار لازم ہے۔کفر اور خلو دفی النار لازم ہیں۔ان اچھائیوں کی وجہ سے نجات عن النار اور دوزخ سے نجات نہیں ہے-البتہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ جن کے ساتھ اچھائیاں بھی ہیں-اور کفر بھی ہے-ان کے لئے کم درجے کا عذاب تجویز کیا

ابو طالب کی حدیث آپکو یاد ہے کہ حضرت عباس نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ [آپ کی] حفاظت کرتا تھا۔وہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچاتا تھا، تو غضبناک ہو جاتا تھا-اور وہ آپ کی [ر]سوائی قطعا برداشت نہیں کرتا تھا۔تو آپ سے اس کو کیا فائدہ ہوگا۔یہ بھی آپکو معلوم ہوگا کہ [حضور اکر]م ﷺ نے بہت کوشش کی کہ ابو طالب ایمان لے آئے- وہ آپؐ کا خیر خواہ تھا۔اور [آپ] کی حفاظت کرتا تھا آپ تو سب ہی کیلئے شدید خواہش رکھتے تھے-اور قرآن کریم نے کئی [جگہ کہ]ا کہ آپ اس خواہش کے نتیجہ میں اپنے آپ کو کیا ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ہدایت دینا [ت]و یہ ہمارے اختیار میں ہے۔تو اسلئے آپؐ نے اپنے چچا کو ایمان کی دعوت دینے کیلئے [اس قد]ر اہتمام کیا- اس قدر اہتمام کیا- کہ فرمایا کہ میرے کان میں کلمہ پڑھو- اگر بلند آواز سے [پڑھ]نے میں تمہیں تکلف ہے- بلند آواز سے کلمہ پڑھنے سے تم کترا رہے ہو تو میرے کان میں [پڑھو] لیکن اس بدنصیب نے گویا کلمہ نہیں پڑھا اور کیا فیصلہ کیا- اخترت النار علی العار " [یعنی میں طع]نہ برداشت نہیں کرسکتا کہ ابو طالب دوزخ کی آگ سے ڈر کر کلمہ پڑھنے لگا- میں دوزخ [کو اختیا]ر کرتا ہوں اخترت النار علی العار " آپ کی سعی اور کوشش کا اندازہ آپ اس سے [لگائیں] کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے کلمہ نہیں پڑھا لیکن میں تمہارے لئے پھر بھی دعائیں کرونگا- اللہ [تعالیٰ بے] نیاز ہے- وہاں تحفظات نہیں ہوتے- وہاں بات فاصدع بما تؤمر، جو حکم ہے-کھول [کھول] کر بیان کر-تو قرآن مجید کی آیت آگئی جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ میں دعائے مغفرت [کرونگا- ﴿م]ا کان لنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی [قرب]ی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم﴾ ایک ضابطہ بتادیا ہے کہ نبی کو اسکی [اجاز]ت اور کسی مومن کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ کافر کیلئے دعائے مغفرت کرے- یہ اجازت ختم، [ا]جازت کی گنجائش نہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی مغفرت چاہتے تھے۔اللہ [تعالیٰ] نے ابراہیم جیسے پیغمبر کی بھی کوئی رعایت نہیں کی- اسلئے کہ کفر اور خلو دفی النار

لازم اور ملزوم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ بغاوت کا معاملہ اختیار کرنے والا آدمی وہ نجات کا مستحق کبھی نہیں ہوتا- انک لا تهد ی من احببت و لکن الله یهدی من یشاء کی آیت نازل ہوگئی- بہر حال عرض یہ کرنا تھا۔ کہ گویا یہ لوگ جنکے ساتھ نیکیاں بھی ہیں۔ اور کفر بھی ہے انکو دوزخ سے نجات بالکل نہیں مل سکتی- البتہ ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ انکی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں انکو دیدیا جاتا ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت انسؓ کی روایت بخاری میں پڑھی ہے۔ ان کی نیکیوں کا بدلہ قرآن میں بھی ہے- انکو دنیا ہی میں دیدیا گیا۔ اور ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ ان کے لئے کم درجے کا عذاب آخرت میں تجویز کیا جاتا ہے۔ وہ کافر جو کافر بھی ہے۔ موذی بھی ہے۔ مغرور بھی ہے، متکبر بھی ہے۔ ظالم بھی ہے۔ اسکے لیے بہت سخت قسم کا عذاب ہوگا۔ اور کافر جو بداخلاق نہیں ہے۔ خوش اخلاق ہے۔ لوگوں کیساتھ گویا وہ نرمی سے پیش آتا ہے۔ اسکے لئے ویسا عذاب تجویز نہیں ہوگا۔ بلکہ کم درجے کا عذاب تجویز ہوگا۔

اسکے بعد سوال یہ ہوا کرتا ہے کہ قرآن میں لا یخفف عنهم العذاب کی آیت آئی ہے۔ کہ تخفیف نہیں ہوگی اور یہاں تخفیف کی بات کی جارہی ہے-تو اس کا جواب بہت آسان ہے کہ تجویز سے پہلے تخفیف ہوگی، تجویز کے بعد تخفیف نہیں ہوگی۔ عذاب کو تجویز کرتے ہوئے تخفیف کی رعایت کی جائیگی۔ لیکن جو عذاب تجویز ہوجائیگا۔ اس میں پھر بعد میں تخفیف نہیں ہوگی۔ ابو طالب کیلئے جو عذاب تجویز کیا گیا کہ آگ کے دو جوتے پہنائے جائینگے۔ دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جیسے ھانڈی میں پانی آگ کے اوپر کھولتا ہے۔ آپ ﷺ فرمارہے ہیں۔ ﴿هو اهون اهل النار عذابا﴾ سب سے کم درجے کا عذاب اس کا ہوگا۔ لیکن یہ کم درجے کا عذاب بھی کیسا ہوگا۔ وہ یہ سمجھے گا۔ کہ مجھ سے زیادہ کسی کو عذاب ہی نہیں دیا گیا۔ تو تجویز کے وقت تخفیف ہوگئی- لیکن تجویز کے بعد پھر اب کوئی تخفیف نہیں ہوگی۔

اسکے بعد پھر یہاں امام بخاریؒ نے القسطاس العدل بالرومیه فرمایا ہے۔ یہاں یہ بات آگئی کہ یہ قسطاس کا لفظ رومی زبان کا ہے اور اسکے معنی عدل کے ہیں۔ آپ نے بخاری

...ی میں جگہ جگہ پڑھا ہے۔ کہ بخاری کے ترجمے میں اگر کوئی لفظ آجاتا ہے۔ اور اس لفظ سے ...ت رکھنے والا کوئی دوسرا لفظ قرآن میں موجود ہوتا ہے۔ تو امام بخاریؒ اس دوسرے لفظ کے ...ی جو قرآن مجید میں ہو- اور ترجمے کے لفظ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اسکی تشریح اشارة کردیا ...تے ہیں۔ سمجھ میں آئی بات؟ ترجمے میں ایک لفظ آیا ہے۔ القسط اس سے مناسبت رکھنے ...ایک لفظ القسطاس قرآن کریم میں آیا ہے۔ تو یہ قسطاس ترجمے میں نہیں ہے۔ یہ قرآن کریم ...یت میں ہے- وزنوا بالقسطاس المستقیم - تو امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے ...ان کہ وہ لفظ قسطاس وارد فی القرآن، ترجمے کے لفظ قسط سے مناسبت رکھتا ہے- تو اس کی ...ح کردی اور یہ بتلا دیا کہ یہ عدل ہی کے معنی میں ہے- تو الفاظ میں بھی مناسبت ہے- قاف، ...طا، یہاں بھی ہیں- وہاں بھی ہیں- اور معنی میں بھی ہے- اس کے معنی بھی عدل کے ہیں- ...ن کے معنی بھی عدل کے ہیں-

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن تو عربی ہے- اور یہ لفظ تو رومی ہے- تو امام بخاریؒ پر ...ل ہوگا کہ آپ نے اس لفظ کو رومی کیسے کہہ دیا- رومی لفظ قرآن میں تھوڑی آئے گا- قرآن تو انزلناہ قرآنا عربیا عربی زبان کے اندر نازل ہوا- تو امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ یہ جو لوگ ...تے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں رومی زبان کا آیا ہے- یا قرآن کریم میں یہ لفظ حبشی زبان کا آیا ہے- ...حقیقت عربی زبان کی وسعت سے ناواقف ہیں- اسلئے کہتے ہیں کہ رومی زبان کا یا فلاں زبان ...تا ہے- جبکہ فی الحقیقت وہ عربی ہی کا لفظ ہوتا ہے- اور عربی کے لفظ کو دوسرے نے اپنی زبان ...استعمال کردیا- امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے- کہ یہ کہنا کہ یہ لفظ قرآن میں فلاں زبان کا ہے- یہ لفظ قرآن میں فلاں زبان کا ہے- یہ غلط ہے- قرآن میں کوئی لفظ دوسری زبان کا نہیں- قرآن کے اندر جتنے الفاظ آئے ہیں- وہ سارے کے سارے عربی زبان کے کے الفاظ ہیں- الا ...عربی زبان کے لفظ کو اگر کسی دوسری زبان والوں نے استعمال کردیا- تو اس سے اس کے عربی ...نے کی نفی لازم نہیں آتی - یہ امام شافعیؒ کی رائے ہے- لیکن امام بخاری کی رائے ظاہر ہے کہ وہ

اس کورومی زبان کا لفظ قرار دیکر یہاں بیان کر رہے ہیں- اسی طرح حافظ ابن حجرؒ کی رائے بھی یہی ہے- کہ غیر عربی الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں- جلال الدین سیوطیؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ غیر عربی الفاظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں- اور ان سب کو ان حضرات نے جمع کیا ہے- اور ان کی تعداد ۱۱۱ الفاظ ہیں- (مصدر المقسط وهو العادل واما القاسط فهو الجائر)

یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک قاف کے کسرے کے ساتھ قسط ہے اور ایک قاف کے فتحہ کے ساتھ قسط ہے- قسط جو قاف کے کسرے کے ساتھ ہے- اس کے معنی عدل کے آتے ہیں- اور مقسط قسط ہی سے بنا ہے- اس لئے اس کا معنی عدل کے ہیں- اور قاف کے فتحہ کے ساتھ جو قسط ہے- اس کے معنی ظلم کے آتے ہیں- اور قاسط اسی قسط سے بنا ہے- اس لئے اس کے معنی ظالم کے ہے- اور قرآن مجید میں ﴿واما القسطون فكانوا لجهنم حطبا﴾ جو وارد ہوا ہے- وہ قاسط کی جمع ہے- جو قسط سے بنا ہے- اس کے معنی ظلم کے ہیں- اس لئے قاسطون کے معنی ظالموں کے ہیں- بالکسر اگر ہوگا تو عدل کے معنی ہیں- مقسط اسی سے بنا ہے- اس لئے اس کے معنی عادل کے ہیں- اور بالفتح اگر ہوگا تو اس کے معنی ظلم کے ہیں- اور قاسط اسی سے بنا ہے- اس لئے اس کے معنی ظالم کے ہیں-

آپ یہ کہیں گے کہ صاحب! یہاں تو انہوں نے مقسط کا مصدر قسط قرار دیدیا- حالانکہ مقسط تو باب افعال کا اسم فاعل ہے- اور اس کا مصدر تو اقساط ہوتا ہے- اور امام بخاریؒ نے مصدر قسط قرار دیدیا- تو چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں کہ مقسط کا مصدر قسط نہیں- اقساط ہے- پھر یہ بات کیوں؟ تو اس کا جواب ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مقسط کے مصدر کی اصل زوائد کو حذف کرنے کے بعد قسط ہوتی ہے- مقسط کا مصدر بیشک اقساط ہے- لیکن اس میں زوائد شامل ہیں- ان زوائد کو آپ نکال دیں گے- تو باقی قسط رہ جاتا ہے- ایک احتمال یہ ہے کہ آپ مقسط کو قاسط کو دونوں کو قسط بمعنی ظلم سے لیں- مقسط بھی قسط سے بنا ہے- اور قاسط بھی قسط سے بنا

اور قسط کے معنی ظلم کے ہیں- لیکن قاسط تو وہ ظالم ہی کے معنی میں ہے اور مقسط چونکہ باب ... میں چلا گیا- اور باب افعال کی خاصیت سلب ماخذ کی ہے- تو سلب ماخذ کی بنا پر وہاں ظلم کی ... معنی ہوں گے- اور ظلم کی نفی وہ عدل ہے- (نہیں آئی بات سمجھ میں) باب افعال میں ... آپ اس کو لے گئے تو اصل میں تو یہ قسط بمعنی ظلم سے بنا تھا- لیکن افعال کی ایک خاصیت ہے ... سلب ماخذ- تو ماخذ کا جب سلب ہوگا تو قسط کا سلب ہوگا- ظلم کا سلب ہوگا- اور ظلم کا سلب کیا ... ہے تو عدل ہوتا ہے- اس کے بعد پھر یہاں روایت ہے- ﴿ثقلیتان فی المیزان﴾ ... ثقیلتان فی المیزان میں میزان کا لفظ بھی صراحۃ موجود ہے- اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ ثقل کا ... وزن سے ہوتا ہے- تو لہذا وزن بھی ثابت ہوگیا اور میزان بھی ثابت ہوگیا-

اور اس کے بعد پھر آخری بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو آخر میں ذکر کیا ... یہ تو ہم نے بتلا دیا کہ اس کا انتخاب آخر کے لئے کیوں کیا ہے- اب اس حدیث کا انتخاب ... کے لئے کیوں کیا ہے؟ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب لوگ ایک ... بیٹھے ہوئے ہوں اور اس میں ان سے کوئی تجاوز ہوگیا ہو- اور نازیبا باتیں انہوں نے اس مجلس ... میں کی ہوں- تو اختتام پر اگر وہ سبحانک اللهم وبحمدک استغفرک واتوب ... کی یہ تسبیح اگر پڑھ لیتے ہیں- تو اللہ ان کوتاہیوں کو معاف فرما دیتے ہیں- تو امام بخاریؒ نے یہ ... کتاب لکھی سولہ برس میں- سولہ برس کے اندر کتاب لکھنے میں اب ظاہر ہے کہ آدمی ہے- اس ... سے کوتاہی بھی ہوتی ہے- اس سے بھول بھی ہوتی ہے- لغزش کا ارتکاب بھی ہوتا ہے- تو امام بخاریؒ نے آخر میں اس حدیث کو ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے- کہ میں اللہ سے اپنی کوتاہیوں اور اپنی لغزشوں کی معافی چاہتا ہوں- چونکہ اس کے اندر تسبیح کا ذکر بھی ہے- اور حمد کا بھی ... سبحانک اللهم وبحمدک وہاں تسبیح بھی ہے- اور حمد بھی ہے- یہاں بھی سبحان الله وبحمده میں تسبیح بھی ہے- اور حمد بھی تو اس کا ذکر فرما کر وہ اپنی کوتاہیوں کی اور اپنی لغزشوں کی ... سے معافی کی درخواست کرتے ہیں-

حکومتوں کی طرف سے ہمارے دینی مدارس کے سلسلے میں ہمیشہ منفی رویہ اختیار کیا گیا۔ 1981ء میں حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ اور 1981ء میں جب ان کا انتقال ہوگیا تو وفاق کو ناظم اعلیٰ کے تقرر کی ضرورت پیش آئی۔ روایت یہ چلی آرہی تھی کہ صدر کا انتقال ہوجائے تو ناظم اعلیٰ کو صدر بنا دیا جاتا۔ مولانا محمد ادریس میرٹھی ناظم اعلیٰ تھے۔ حضرت مفتی صاحب صدر تھے۔ تو جب حضرت مفتی صاحب کا انتقال ہوا تو روایت کے مطابق مولانا محمد ادریس کو صدر بنا دیا گیا۔ اب ناظم اعلیٰ کس کو بنایا جائے۔ تو ناظم اعلیٰ زبردستی، بالکل بالجبر اس فقیر کو بنا دیا گیا۔ میں نے شدت سے انکار کیا۔ اور انکار کی وجہ یہ تھی کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں جب وفاق کا اجلاس ہوتا تھا۔ تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ بھائی یہ لاش ہے اس کا جنازہ پڑھو۔ اسے دفن کردو، یہ معمول تھا۔ تو حاضرین جو دس پندرہ ہی ہوا کرتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت یہ لاش بھی کارآمد ہے۔ اسے دفن نہ کریں۔ اس لئے کہ عموماً مدارس کے خلاف جب حکومت کوئی حرکت کرنا چاہتی ہے۔ تو اس وفاق کی طرف سے ایک قرارداد پاس ہوتی ہے۔ اور حکومت ڈر جاتی ہے۔ اور اپنے ارادے سے باز آجاتی ہے۔ گو وہ باز آنا وقتی ہوتا ہے۔ لیکن بہرحال وہ وقتی طور پر بھی مفید ہوتا ہے۔ اس کے بعد حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت مفتی محمود صاحب صدر بن گئے۔ میں عاملہ کا رکن تھا۔ اس وقت بھی، جب حضرت بنوری صدر تھے اور اس وقت بھی جب حضرت مفتی محمود صاحب صدر تھے، تو میں موجود ہوتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب بھی یہ فرمایا کرتے تھے۔ اور حاضرین کا جواب بھی یہی ہوتا تھا۔ کہ یہ لاش بےکار نہیں۔ کارآمد ہے۔ چونکہ وفاق کوئی قرارداد پاس کرے گا۔ تو اس کی وجہ سے حکومت اپنے ارادے سے باز آجائے گی۔ اب مفتی صاحب کا بھی انتقال ہوگیا۔ مولانا محمد ادریس میرٹھی، وہ صدر بن گئے۔ تو ناظم کا انتخاب کرنا تھا۔ ناظم کے انتخاب کے لئے تین نام پیش کئے گئے۔ ملتان میں اجلاس ہو رہا تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ مفتی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اب بات چلنے والی، بننے والی ہے نہیں۔ ہم اپنے مدرسے کو وفاق سے نکال لیں گے۔ یہ میرا ارادہ تھا۔

اس لئے عاملہ کا اجلاس جو شوریٰ کے اجلاس سے ایک دن پہلے ہو رہا تھا۔ میں اس میں شریک نہیں ہوا۔ اور میں کبیر والا دارالعلوم اپنے دوستوں سے ملنے چلا گیا۔ میرا تو ذہن یہ تھا۔ کہ ہم وفاق چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ اگلے دن جب شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ تو ایک نام پیش ہوا۔ مجمع نے شور مچایا ہیں۔ نہیں۔ نہیں اور میرا نام پکارا۔ کہ اس کو بنایا جائے۔ دوسرا نام پیش ہوا۔ پھر لوگوں نے شور مچایا نہیں، نہیں۔ اور میرا نام پکارا کہ اس کو بنایا جائے۔ تین نام پیش ہوئے۔ ان میں سے دو، تو اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ایک اپنا آخری وقت گزار رہا ہے۔ اور میں آپ کے سامنے موجود ہوں۔ تین مرتبہ جب میرا نام پکارا گیا۔ تو میں نے کھڑے ہوکر شدت سے کہا کہ باز آجاؤ۔ مجھے کب مسیحائی آتی ہے۔ کہ میں اس لاش کے اندر روح پھونک دوں گا۔ یہ تو لاش ہے۔ حضرت بنوری بھی اس کو لاش کہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب بھی اس کو لاش کہتے تھے۔ یہ لاش ہے میں مسیحا نہیں ہوں۔ اس میں روح پھونک نہیں سکوں گا۔ اس لئے آپ مجھے معاف کریں۔ میں ہرگز نہیں بنوں گا۔ جوان تھا میں اس وقت۔ اور جوش کے ساتھ میں نے یہ تقریر کی۔ مولانا ایوب جان بنوریؒ اس جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کھڑے ہوکر کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ تمہارا فیصلہ ہوچکا ہے۔ اب تم انکار نہیں کرسکتے۔ یہ انہوں نے اعلان کیا اور وہ میرے اساتذہ کی جگہ تھے۔ مجھے بیٹھنا پڑا اور ماحول روگردانی کرنے کا تو تھا نہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوکر بیٹھ گیا۔

میرے بزرگو اور دوستو! میں جو بات کہنا چاہتا ہوں۔ وہ آگے آرہی ہے۔ اس وقت سے لیکر اب تک پچیس سال ہوگئے۔ ان پچیس سالوں میں ہم مدارس کا مقدمہ حکومتوں کے ساتھ لڑتے رہے۔ مسلسل جتنی حکومتیں آئیں، سب کا ایک ہی نقطہ نظر تھا۔ اور وہ نقطہ نظر یہ کہ یہ مدارس بےکار ہیں، ان کو بند کرنا چاہیے۔ اور یا یہ کہ ان کو بےاثر کرنا چاہیے۔ وہ ان کو بانجھ کرنا چاہتے تھے۔ یہ ان کے وجود کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ پچیس سال سے ہم یہ مقدمہ حکومتوں کے ساتھ لڑتے رہے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ ہم اس میں کامیاب ہوئے یا ناکام ہوئے؟ (حاضرین نے جواب میں بیک آواز کہا کہ کامیاب ہوئے)۔ پچیس سال کے معاملات میں ہم نے مدارس کی

حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے- الحمدللہ ثم الحمدللہ- اللہ کی توفیق سے اور اللہ کی مہربانی سے-

لہذا میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسلام آباد میں ظہور احمد علوی کے مدرسے میں ایک اجلاس ہوا ہے- اس اجلاس کے اندر مدارس کے حوالے سے جو پالیسی بیان کی گئی ہے- کیا اس میں وفاق کو اعتماد میں لیا گیا- پچیس سال سے تو جنگ ہم لڑ رہے ہیں- اور پچیس سال سے مدرسوں کی حفاظت کے لئے میدان میں ہم ہیں- وزیروں سے ملاقاتیں، صدور سے ملاقاتیں اور اسی طریقے سے ملاقاتوں کے اندر ان کو لاجواب کرنے، ان کو گویا مسکت جوابات دینے کا فریضہ ہم نے انجام دیا ہے- اور اس میں ہم سو فیصد کامیاب بھی ہیں- تو ایسی حالت میں- میں یہ سوال کرتا ہوں کہ وفاق کی پالیسی کا اعلان وہ وفاق کے صدر اور ناظم کا کام ہے- یا دوسرے مولویوں کا کام ہے؟ حالات جیسے ہیں، وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں- اس وقت جو صورتحال موجود ہے وہ آپ کے علم میں ہے، میں قسم کھا کر کہتا ہوں- واللہ العظیم، میرا یہ خیال نہیں ہے کہ جن لوگوں نے یہ اجلاس بلایا ہے- اور وہاں پر اپنے جوش وخروش کا اظہار کیا ہے- وہ مخلص نہیں ہیں- میرا یہ خیال نہیں- وہ مخلص ہیں- میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں، پھر کہہ رہا ہوں- واللہ العظیم مجھے ان کے بارے میں بدگمانی نہیں ہے- لیکن امکان تو ہے کہ ان کو اختلاف پیدا کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا ہے-

اتحاد بہت بڑی قوت ہوتی ہے- ایک وقت تھا کہ حکومت یہ چاہتی تھی کہ ان مدارس کو سرکار کی تحویل میں لے لیا جائے- بریلوی بھی اس پر راضی تھے- مودودی بھی اس پر راضی تھے- شیعہ بھی اس پر راضی تھے- غیر مقلد بھی اس پر راضی تھے- ہم نے ان کو سمجھایا- ہم نے ان کو بتایا کہ خدا کے لئے یہ نہ سوچو- اگر یہ سوچو گے تو مٹ جاؤ گے- اور تمہارا صفحہ ہستی پر کہیں نام ونشان نہیں ہوگا- ان کو قائل کیا- ان کو سمجھایا اور سمجھا سمجھا کر قائل کر کے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ قائم کی- اور ایک آواز پر سب کو مجتمع کیا- اب کوئی منیب الرحمٰن ہو، کوئی قاضی حسین احمد ہو- یا کوئی غیر مقلد ہو- کوئی بھی وفاق المدارس کے نقطہ نظر کے علاوہ دوسری بات نہیں کر سکتا- سب کی ایک

آواز- سب کے سب متحد- اور اس اتحاد کے اندر اللہ تبارک وتعالی نے بڑی طاقت رکھی ہے- میں پھر کہہ رہا ہوں- آپ اچھی طرح سن لیں کہ مجھے ان کے بارے میں بدگمانی نہیں- مجھے ان کے بارے میں بدگمانی نہیں ہے- لیکن اس کا امکان تو ہے کہ علماء میں انتشار پیدا کرنے کے لئے، علماء میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو اکسایا گیا ہو- اس امکان کو مسترد نہیں کیا جا سکتا پھر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر یہ امکان حقیقت بھی ہے تو ان لوگوں نے جنہوں نے پچیس سال سے مدارس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے- انشاءاللہ مدارس کے تحفظ کا فریضہ انجام دیں گے- اور اس میں کامیاب ہوں گے- (انشاءاللہ)

اتحاد کے خلاف جذبات ہم بھی رکھتے ہیں- مدرسوں سے محبت ہمیں بھی ہے- مدرسوں کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے ہم لوگ تیار ہیں- کوئی مائی کا لعل آ کر ہمارے سامنے بیٹھ کر یہ جرات نہیں کر سکتا- کہ میں مدارس کے لئے تم سے زیادہ قربانی دے سکتا ہوں- اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں- میں نے پہلے آپ کو بتا دیا- مجھے کوئی بدگمانی نہیں- میں نے دو مرتبہ قسم کھائی ہے- اور قسم کھا کر کہا ہے- لیکن یہ کہ امکان بہرحال ہے- گویا حالات کے پیش نظر اگر لوگوں نے اس طرح کی اگر کسی تخریب کاری کے لئے لوگ استعمال کئے ہیں- تو کرتے رہیں- نہ مدارس کا کچھ بگڑے گا- نہ وفاق کا کچھ بگڑے گا- نہ اتحاد تنظیمات کا کچھ بگڑے گا- اور جو لوگ مدارس کو تخریب کاری کا ارادہ کرتے ہیں- وہ سو فیصد ناکام ہوں گے- اور وہ ہمارے بھائی جن کو استعمال کیا گیا ہے- وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر فوراً ہمارے پاس آ جائیں- ہم ان کو گلے سے لگائیں گے- وہ ہمارے ہیں- اگر وہ نادانستگی میں استعمال ہو گئے ہوں- تو وہ ان شاءاللہ ہمارے ساتھ آ جائیں گے- ساتھ کیا آ جائیں گے بلکہ ہیں-

باقی یہ کہ یہ رجسٹریشن کا مسئلہ جو اس وقت کھڑا کیا گیا ہے- آپ بالکل تسلی رکھیں- اس کے اوپر خوب غور ہوگا- خوب اس کے اوپر محنت ہوگی اور غور وفکر کے بعد وہ طریقہ تجویز کیا جائے گا کہ جس کے اندر مدارس کے نقصان کا کوئی احتمال باقی نہ ہو- سب سے مشاورت ہوگی-

اتحاد تنظیمات کی مشاورت بھی ہوگی- ہماری مجلس عاملہ کے حضرات کی مشاورت بھی ہوگی-اور جن لوگوں نے ظہور علوی کے مدرسے میں اجلاس کیا ہے- ان سے بھی مشاورت ہوگی-ان کو ساتھ شریک رکھا جائے گا- اور اخبارات میں اس سلسلے میں جتنے آرٹیکل آرہے ہیں-ان سب کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا- آپ بالکل اطمینان رکھیں- اللہ تبارک وتعالی حفاظت فرمائیں گے

یہ ضروری ہے- کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ دین کی حفاظت کا ان مدارس کے علاوہ کوئی ذریعہ دنیا میں موجود نہیں- شریعت کی حفاظت، اسلام کی حفاظت، دین کی حفاظت صرف ان مدارس کے ذریعے ہے- اور اللہ تعالی قیامت تک دین کی حفاظت چاہتے ہیں- انہوں نے دین کی حفاظت کا قیامت تک وعدہ کیا ہے- اور مدارس ہی چونکہ ذریعہ ہیں- لہذا مدارس باقی رہیں گے- اور آپ دیکھ رہے ہیں- دن بہ دن مدارس میں اضافہ ہورہا ہے- یا کمی ہورہی ہے؟ طلباء میں اضافہ ہورہا ہے یا کمی ہورہی ہے؟ اتنا اضافہ، اتنا اضافہ کہ جس کی کوئی انتہا نہیں- یہ مشاہدہ ہے- اس مشاہدے کی موجودگی میں اگر پھر بھی کوئی مالیخولیا کا مریض یہ سمجھتا ہو کہ مدارس کو نقصان پہنچایا جائے گا- تو وہ اپنے دماغ کا علاج کرائے- کوئی نقصان نہیں ہوگا-

ایک بات تو یہ ہوگئی بلکہ دوسری، تیسری ہوگئی اور بھی کئی باتیں کرنی ہیں- پریشان تو نہیں ہیں- ایک موقع پر گفتگو کرتے ہوئے میں نے یہ بات کہہ دی کہ یہ مدرسے اللہ کے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالی ان کی حفاظت فرمائیں گے ۔ اور اس حوالے سے میں نے یہ کہا کہ ابرھہ نے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کیلئے ایک لشکر جرار تیار کیا- اور وہ اس کو لیکر مکہ مکرمہ آئے- تو ابرھہ اپنے لشکر کے ساتھ جب مکہ مکرمہ آیا تو عبدالمطلب کے کچھ اونٹ ابرھہ کے لشکریوں نے پکڑ لیے عبدالمطلب اپنے اونٹوں کیلئے ابرھہ کے پاس آئے- وجیہ الشکل آدمی تھے، حسین وجمیل صورت اللہ نے عطا کی تھی- ابرھہ ان کی شکل کو دیکھ کر متاثر ہوگئے- ان کی وجاہت کی بناء پر اور میں اگر ایک بات اور کہہ دوں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ حضور اکرم کے وہ جد امجد ہیں- تو اس نسبت کی وجاہت سے بھی ابرہہ پر رعب پڑا- عبدالمطلب نے ابرہہ سے کہا کہ ہمارے کچھ

...ٹ آپ کے سپاہیوں نے پکڑ لئے ہیں- میں ان کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ ان ...ونٹوں کو ہمیں دلائیں- یہ بات جب ابرہہ نے سنی- تو عبدالمطلب پر اس کو تعجب ہوا- اور اس کو ...رت ہوئی- کہ میں ان کے کعبے کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں- اور یہ میرے پاس اونٹوں کی بات ...رنے کے لئے آئے ہیں- اس کو تو کعبے کے متعلق بات کرنی چاہیے تھی- تو اس سے نہ رہا گیا اور ...س نے عبدالمطلب سے کہا کہ تعجب کی بات ہے- میں کعبے کو منہدم کرنے کے لئے لشکر لیکر آرہا ...ں- اس کے بارے میں آپ کچھ نہیں کہہ رہے ہیں- اور اونٹوں کے بارے میں کہہ رہے ...و عبدالمطلب نے جواب دیا کہ اونٹ میرے ہیں- کعبہ میرا نہیں- کعبے کا رب ہے- وہ خود ...کی حفاظت کرے گا-

تو میں نے یہ بات ایک موقع پر کہی کہ ان دینی مدارس کی حفاظت اللہ کرے گا تو میرے ...ایک خط آیا اور اس میں مجھ پر لعن طعن تھی- اور مجھ پر بزدلی کا الزام لگایا گیا- اور کہا کہ ...ہے- کہ آپ نے ایسی بات کہی- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد واقعات کو ...کے الفاظ ہیں) میں نے بہت کھنگالا- اور کھنگالنے کے بعد میرے سامنے ایسی کوئی بات نہیں ...اس طرح کی بات آپ نے کی-

مقصد کیا تھا ان کا؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کا یہ کہنا کہ یہ مدارس اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ ...حفاظت کرے گا۔ یہ صحیح نہیں ہے، لکھا ہے انہوں نے کہ آپ طلبہ کو لیکر میدان میں نکلیں، ...ان کا مقابلہ کریں اور یہ حکومت آپ کے اعلان ہی سے ڈر جائے گی- یعنی طلبہ کو نکالنے کی ...نوبت نہیں آئے گی- آپ طلبہ کو نکالنے کا اعلان کریں- تو حکومت پسپائی اختیار کریگی- یہ بزدلی ...کہاں سے آگئی- آپ نے طلبہ کیلئے نکلنے کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ آپ خالی یہ کہتے ہیں ...کہ مدارس اللہ کیلئے ہیں اور اللہ تعالی ان کی حفاظت کرے گا- تو میں جواب عرض کررہا ہوں کہ ...جناب کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہجرت کے بعد پورا مطالعہ کیا- میں ...نے تلاش کی کہ آپ کی بات کے مطابق کوئی بات وہاں نکل آئے، لیکن مجھے نہیں ملی، تو اتنا

ناقص العلم ہے یہ آدمی- اور اس قدر جاہل ہے، اور جذبات کی رو میں بہہ جانے والا ہے کہ یہ حدیبیہ کے قصے سے کیوں ناواقف ہے، مولوی تو جانتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں کیا ہوا تھا، حدیبیہ میں جو آپؐ نے سنا (قصہ نہیں بیان کروں گا سارا) صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو آپؐ نے فیصلہ کیا اسمیں اللہ پر اعتماد کیا تھا- اور حضرت عمرؓ اس فیصلے پر کس قدر بے قابو ہو رہے تھے، اور اس فیصلے پر ان کو اس قدر طیش تھا، وہ کہہ رہے تھے، یا رسول اللہ! ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ فرماتے تھے- ہم حق پر ہیں، کیا وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا- وہ باطل پر ہیں- عمرؓ نے کہا تو پھر یہ رسوائی کیوں یہ رسوائی کیوں اختیار کی گئی- ابو بصیر کا قصہ نہیں معلوم کہ بے چارہ آگیا، کسی نہ کسی طریقہ سے آپ کے پاس آپہنچے، سھیل جو اس کا باپ تھا، صلح کے اس تحریر نامے میں مکمل شریک تھا اس نے کہا کہ اس کو واپس کر دو- آپؐ نے بہت فرمایا کہ میرے لئے چھوڑ دو- ابھی تو تحریر مکمل نہیں ہوئی، ابھی اس پر دستخط نہیں ہوئے، اسکے اوپر عمل کا اصرار آپ کیوں کر رہے ہیں- ابو بصیر رویا کہ حضرت کن کے حوالے کر رہے ہو- تو کیا یہ واقعہ ہماری تائید کیلئے کافی نہیں ہے- اور اس کا کہنا کہ میں نے ساری کی ساری سیرت چھان ماری- اور مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملی-

میں آپ کو اچھی طرح خبردار کرتا ہوں- اور مجھے یقین ہے کہ آپ میری بات کبھی نہیں مانیں گے- لیکن میں اپنا فرض تو ادا کر دوں کہ یہ ہمارے مدرسوں میں اور مولویوں میں تحریکی ذہن ہے- اس نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا، ہمیں بہت نقصان پہنچایا، ہمارے قیمتی علماء کو اڑا کر دیا، ایک نہیں، دو نہیں، بیسیوں پچاسوں آدمیوں کو اس تحریکی ذہن نے ہم سے جدا کر دیا، یہ تحریکی ذہن جو ہے کہ طلبہ کو نکالو، خود میدان میں نکل آؤ، آپ کے پاس قوت کتنی ہے؟ آپ خود نکلنے کو تیار نہیں ہے، قوم کی امانتیں آپ کے پاس ہیں آپ ان کو مروانا چاہتے ہیں- بڑے جوش دکھا رہے ہیں- یہ تحریکی ذہن مدارس کیلئے انتہائی خطرناک ہے، یہ مدرسہ آپ کا (جامعہ عثمانیہ) یہاں تعلیم کا اہتمام ہے، یہاں تربیت کا اہتمام ہے، یہاں طلبہ کو علم کا ذوق عطا کیا جاتا ہے- یہاں طلبہ کو صلاح اور تقوی کی تربیت دی جاتی ہے- اور اس کا نتیجہ یہ ہے، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ

پورے ہر مدرسہ میں سب سے زیادہ ممتاز مدرسہ جامعہ عثمانیہ ہے- اسکی وجہ یہی ہے یہ آپ چھوٹا مدرسہ لے بیٹھے ہو- آپ یہاں تعلیم و تربیت کا اہتمام بہت عمدہ پیمانے پر کر سکتے ہیں، یہ جو بڑے بڑے ہیں- ان میں مشکل ہوتی ہے- اور چھوٹے مدرسوں کے اندر یہ بات آسان ہوتی ہے- آپ طلبہ میں یہ ذوق پیدا کریں کہ وہ صلاح اپنے اندر پیدا کریں، تقوی اپنے اندر پیدا کریں، صلاحیت اپنے اندر پیدا کریں- علم کے ساتھ شغف ان کو ہو، علم ان کا چوبیس گھنٹے کی زندگی کا ہو اور مقصد ہو- یہ صورتحال جب ہوگی تب آپ آپنے آپ کو کامیاب کر سکیں گے- اور یہ تحریک اور یہ جناب مقابلہ ہنگامہ کارآمد نہیں ہے- یہ مفید نہیں ہے-

اسکے بعد ایک بات میں اور عرض کروں اور یہ آخری بات ہے- ایک خط میرے پاس آیا، بہت خط آتے ہیں- اور میں خط سے پہلے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ خیر کا ذریعہ بنے- اور شر کا ذریعہ نہ بنے- ایک خط آیا اس میں لکھا- کہ دار العلوم دیوبند جب قائم ہوا تو وہاں ایک انگریز آیا اور اس نے باقاعدہ دار العلوم کا معائنہ کیا- طلبہ سے ملاقاتیں کیں، اساتذہ سے ملاقاتیں کیں، وہاں اقلیدس کا درس بھی ہو رہا تھا- وہاں قرآن کریم کی تعلیم بھی ہو رہی تھی، وہاں حدیث کا درس بھی ہو رہا تھا، اور تفصیل سے اس نے لکھا- تو مجھے اس بارے میں لکھا ہے کہ آپ صدر وفاق ہیں، آپ نے مدرسوں میں وہ طرز کیوں نہیں قائم کیا، جو دار العلوم دیوبند کا ہے- میں آپ سے جواب عرض کرتا ہوں- کہ دار العلوم ہماری مادر علمی ہے- ہمارے پاکستان کے سارے مدارس اسی مادر علمی سے منسوب ہیں- چاہے دیوبندی ہیں یا نہیں- کہتے ہیں ہم دیوبندی ہیں، ایسے بھی تو بہت ہیں تاکہ جو دیوبندی نہیں ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ہیں، دیوبندی کیوں کہتے ہیں اسلئے کہ وہ اسکو اپنی مادر علمی قرار دیتے ہیں، تو جواب یہ ہے کہ آج آپ اس مادر علمی کا نصاب بھی ایک بار دیکھ لیں- اور ہمارے وفاق المدارس (پاکستان) کا نصاب بھی دیکھ لیں، تو انشاء اللہ آپ کہیں گے (شاباش) ہمارا نصاب وفاق المدارس کا دار العلوم دیوبند کے موجودہ نصاب سے جاندار اور طاقتور ہے-

Scanned with CamScanner

ایک جواب تو یہ ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ میں سے بعض حضرات کو اس بات کا علم ہوگا کہ حضرت شاہ اسحاق رحمتہ اللہ جو ہماری سند کے ایک جید عالم ہیں، ان کے سامنے کسی عیسائی نے اسلام پر اعتراضات کیئے اور وہ اعتراضات گویا اسلئے کئے- یہ سمجھ کر کہ شاہ صاحب یہ آدمی ہیں، ان کو ان کا جواب نہیں آئیگا- اور ہماری برتری ان کے مقابلے میں اور عیسائیت کی برتری اسلام کے مقابلے میں ثابت ہو جائیگی- لیکن حضرت شاہ صاحب نے جواب میں تورات اور انجیل کے حوالے دے دے کر اس عیسائی کا ناطقہ بند کر دیا- اور وہ لاجواب ہوگیا- اور مجمع حیر ان ہوگیا- کہ ان کو تورات اور انجیل کا علم کہاں سے حاصل ہوگیا، تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ بھائی ہمارے درس میں تورات اور انجیل باقاعدہ تفصیل سے پڑھائی جاتی تھی اور تفصیل سے پڑھنے کی وجہ سے وہ ساری باتیں مجھے متحضر ہیں- اسلیے میں نے باقاعدہ حوالے سے اسکا جواب دیا تو میں کہتا ہوں کہ آپنے دارالعلوم کے جس نصاب کا حوالہ دیا ہے اسمیں تورات اور انجیل کا ذکر آیا نہیں، تو معلوم ہوا کہ حالات کے تبدیل ہو جانے کی بناء پر نصاب کے اندر تبدیلیاں آجاتی ہیں یہ ایک عمل ہے جو کہ مستقل جاری رہتا ہے، اگر وہ دارالعلوم کا نصاب، جسکا اس کاتب نے ذکر کیا ہے، وہ آج مدارس میں موجو نہیں ہے، تو اس کی وجہ حالات کی تبدیلی ہے۔ اگر مجھ سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔ میری نیت دل آزاری کی نہیں ہے- جو علماء دورہ حدیث پڑھ چکے ہیں- ان سب کو میری طرف سے حدیث کی روایت کی اجازت ہے-

اخبار الجامعہ

ابورضوان

سال نمبر 13 :

الحمد للہ جامعہ عثمانیہ کا تعلیمی سال نمبر ۱۳ مکمل ہوگیا- وفاق المدارس عربیہ کے امتحان ایک دن قبل جامعہ کا سالانہ امتحان ختم ہوا- غیر وفاقی درجوں کے دو دو پرچے روزانہ امتحان کے بعد شعبہ بنین کے طلباء کی تعطیل ہوگئی- تاہم دورہ حدیث کے فضلاء کو اور دورہ تفسیر ... رب العلمین کی خاطر ٹھہرایا گیا-

دورہ تفسیر میں ابتداء سے لیکر سورۃ کھف تک جامعہ کے رئیس مفتی غلام الرحمٰن صاحب ... گے- جبکہ بقیہ آدھا حصہ قرآن مولانا حسین احمد صاحب ناظم تعلیمات جامعہ اور مولانا ... صاحب پڑھائیں گے-

جامعہ عثمانیہ شعبہ بنات تعطیلات کے دوران بھی کھلا رہے گا- امسال فارغ ہونے والی ... دورہ تفسیر میں شریک ہوں گی- جبکہ نچلے درجے کی طالبات کو ضمیمہ نصاب پڑھایا جائے ... کے روزانہ چار پیریڈز ہوا کریں گے- جو 30-7 سے 30-11 تک کے دورانیہ پر ... ہوں گے-

... کے چند اساتذہ کرام کا تعلیمی سفر :-

اس سال جامعۃ الرشید کراچی میں دوران تعطیلات معاشیات میں چالیس روزہ کورس ... کا پروگرام طے تھا- جس میں شرکت کے لئے جامعہ کے تین اساتذہ کرام مولانا سید مدثر ... مولانا محمود رشید صاحب اور مولانا محمد فاروق غالب صاحب تشریف لے جا چکے ... کورس شروع ہو چکا ہے- اسی طرح اسلام آباد جامعہ محمودیہ میں فلکیات کا پندرہ روزہ ... پروگرام طے تھا- جس میں شرکت کے لئے جامعہ کے دو اساتذہ کرام مولانا احسان الحق

صاحب اور مولانا صالح محمد صاحب تشریف لے گئے تھے۔

ان شاء اللہ حسب پروگرام آئندہ شوال سے جامعہ کا تعلیمی سال نمبر 14 کا آغاز ہوگا۔ جدید داخلے کا نظام الاوقات حسب تاریخ جامعہ کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کیا گیا ہے۔ اور ماہنامہ العصر کے آخری صفحہ پر بھی شائع ہو چکا ہے۔ دوران تعطیلات دفتر اہتمام، دارالافتاء اور دفتر ﴿العصر﴾ کھلے رہیں گے۔ شعبہ تجوید جامعہ کے قاری جناب مولانا قاری عبدالغفور صاحب 4 اکتوبر کو مدرسین اور حفاظ کو طریقہ تدریس کا پندرہ روزہ کورس پڑھائیں گے۔ جس میں باہر سے آنے والے مدرسین، حفاظ اور قراء شرکت کریں گے۔

18 ستمبر کو جامعہ کی مجلس اعلی کا سہ ماہی اجلاس ہوا۔ جس میں کئی اہم فیصلے ہوئے۔ مجلس تعلیمی اور مجلس انتظامیہ کے اجلاس باقاعدگی سے ہوتے رہے۔ اور آئندہ سال کے لیے تعلیمی پالیسی طے ہوئی۔

ہر ایک

ہر ایک بات جو ذکر سے خالی ہو لغو ہے۔

ہر ایک خاموشی جو فکر سے خالی ہو سہو ہے۔

اور ہر ایک نظر جو عبرت سے خالی ہو لہو ہے۔

بوعلی سینا

اعلان

جامعہ عثمانیہ میں تعلیمی سال نمبر ۱۴ کے لئے داخلے کے نظام الاوقات کا اعلان کیا جا رہا ہے۔
طلبہ اور ان کے سرپرستوں سے درخواست ہے کہ اس نظام الاوقات کی پابندی کریں۔

شعبہ بنین درس نظامی

☆قدیم طلبہ کے داخلے کی تجدید	۱۲ نومبر ۲۰۰۵ء/۹ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ غالباً بروز ہفتہ
☆جدید طلبہ کے داخلے کے لئے فارم کا حصول	۱۲، ۱۳ نومبر بروز ہفتہ، اتوار (صبح ۰۰-۸ بجے تا شام ۰۰-۴)
	۱۴ نومبر بروز پیر (۰۰-۸ تا ۰۰-۱۰ بجے)
☆جدید طلبہ کا امتحان داخلہ (تحریری)	۱۴ نومبر بروز پیر (صبح ۰۰-۱۱ بجے تا ۰۰-۲ بجے)
☆نتائج کا اعلان (درجہ رابعہ تا دورہ حدیث)	۱۵ نومبر بروز منگل (۰۰-۴ بجے عصر)
☆نتائج کا اعلان (اعدادیہ تا درجہ ثالثہ)	۱۶ نومبر بروز بدھ (۰۰-۴ بجے عصر)
☆کامیاب طلبہ کا انٹرویو (درجہ رابعہ تا دورہ حدیث)	۱۶ نومبر بروز بدھ
☆کامیاب طلبہ کا انٹرویو (اعدادیہ تا درجہ ثالثہ)	۱۷ نومبر بروز جمعرات

شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

☆فارم داخلہ کا حصول	۱۲ تا ۱۵ نومبر (صبح ۰۰-۸ بجے تا شام ۰۰-۴)
	۱۶ نومبر (صبح ۰۰-۸ بجے تا صبح ۰۰-۱۰ بجے)
☆امتحان داخلہ (تحریری)	۱۶ نومبر (صبح ۰۰-۱۱ بجے تا ۰۰-۲ بجے)
☆نتائج کا اعلان	۱۷ نومبر (۰۰-۴ بجے عصر)
☆کامیاب فضلاء کا انٹرویو	۱۸ نومبر (۳ بجے عصر)

شعبہ قرات وتجوید

☆فارم داخلہ کا حصول	۱۲ نومبر ہفتہ تا ۱۵ نومبر منگل

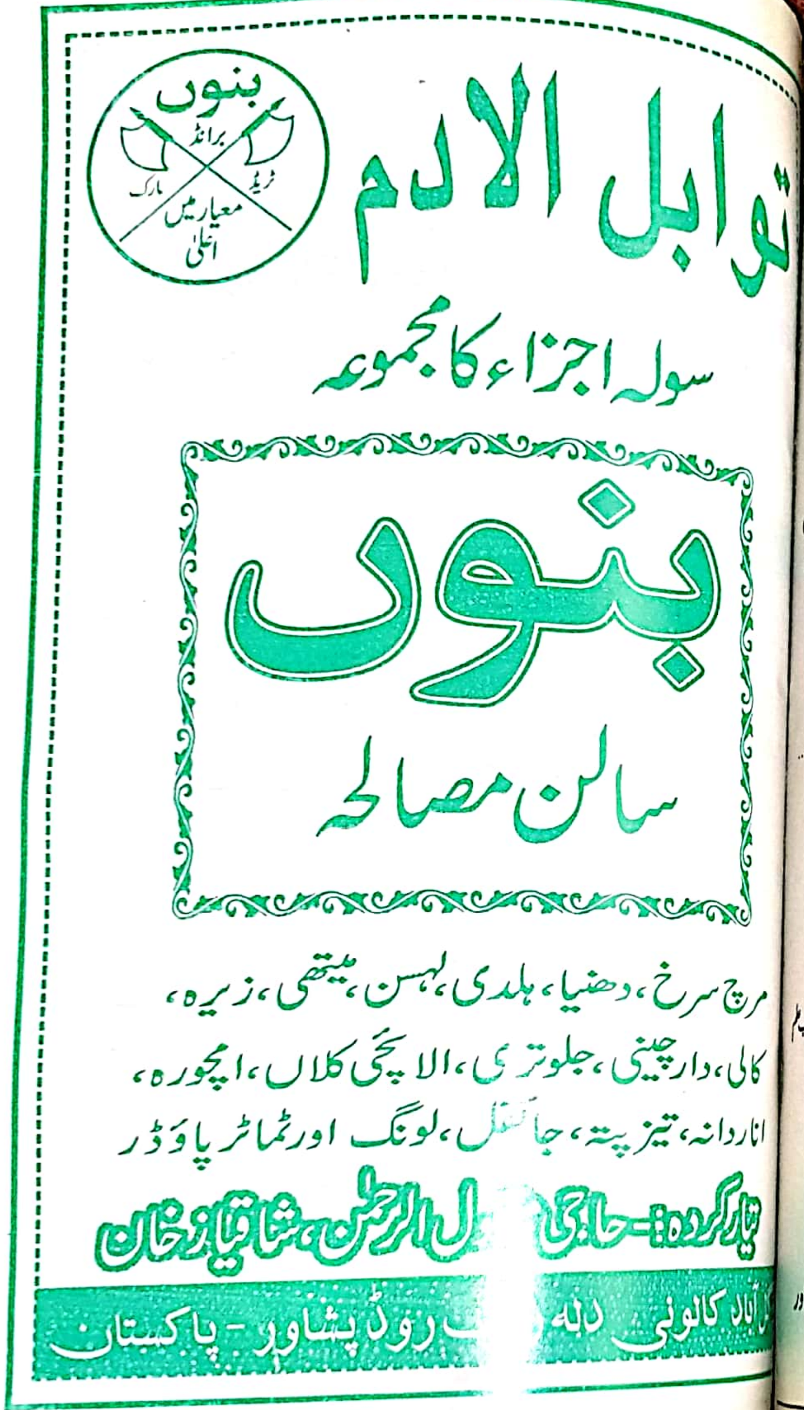

شعبہ تحفیظ القرآن الکریم

☆ داخلہ	۱۳ نومبر / ۱ شوال المکرم بروز اتوار

شعبہ بنات (درس نظامی)

☆ قدیم طالبات کے داخلے کی تجدید	۱۲ نومبر ۲۰۰۵ء بروز ہفتہ
☆ جدید داخلے کے لئے فارم کا حصول	۱۲ تا ۱۴ نومبر (صبح ۰۰-۸ بجے تا شام ۰۰-۴)
	۱۵ نومبر بروز منگل (صبح ۰۰-۸ بجے تا صبح ۰۰-۱۰ بجے)
☆ جدید طالبات کا امتحان داخلہ	۱۵ نومبر بروز منگل (صبح ۰۰-۱۱ بجے تا صبح ۰۰-۲ بجے)
☆ نتائج کا اعلان	۱۷ نومبر بروز جمعرات (۰۰-۴ بجے عصر)
☆ کامیاب طالبات کا انٹرویو	۱۸ نومبر بروز جمعہ (۰۰-۸ بجے صبح)

....

☆ قدیم طلبہ کی حاضری	۱۸ نومبر بروز جمعہ بوقت عصر
☆ جدید طلبہ کی حاضری	۱۹ نومبر بروز ہفتہ بوقت عصر
☆ افتتاح اسباق - ان شاء اللہ	۲۱ نومبر بروز پیر / ۱۸ شوال المکرم

نوٹ: انتظامی ضروریات کے پیش نظر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ فارم داخلہ حاصل کرتے وقت امیدوار طالب علم (طالبہ نہیں) کے لئے دو عدد تازہ ترین رنگین تصویریں پیش کرنا لازمی ہوگا - مزید معلومات کیلئے فون نمبر - ۵۲۷۳۵۶۱-۰۹۱ پر رابطہ کریں -

منجانب

شعبہ تعلیمات جامعہ عثمانیہ پشاور